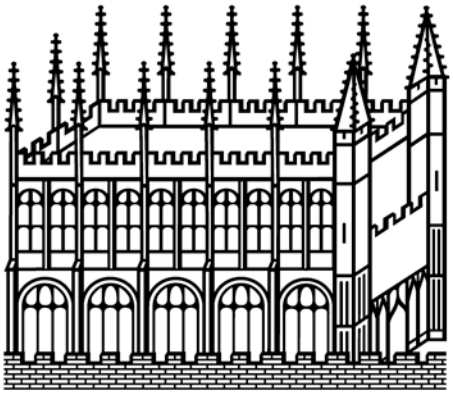


Bodleian Libraries

UNIVERSITY OF OXFORD

This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

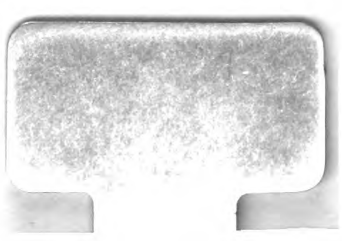
For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks



This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.





16.B.14.

16 B14

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۲	۹	پنجاب	پنچایت
۴۲	۱۲	کوہی	کوئی
״	۱۶	راجہ صاحب	اگلے راجہ صاحب
۴۳	۲	مہاراجہ	مہاراجہ صاحب
״	۱۶	تب تو	تب
۴۵	۶	اوسکو	کیا اوسکو
״	۸	مصاحب لچے	لچے مصاحبون
״	۱۳	مسموع	تو مسموع
۴۶	۲۲	والی کو	والی کوٹہ کو
۴۷	۱۹	نہو	ہو
۴۸	۲۱	سکتی	سکتی ہیں کہ ہاں آپکے متبنے کو نہیں پہونچ سکتی
۴۹	۲۰	جب سے	جیسے
״	۲۲	تو ویسے	تو ویسے
۵۰	۸	بجائے	بجایا
۵۲	۱۶	اطلاع سے	اطلاع ہے
״	۱۸	نسبت	نشست
۵۴	۴	خود پسند ایسی	خود پسندی سے
۵۴	۵	کردی	کردیا
״	۱۸	اوسنے	اوس
۵۵	۵	ہندؤن	ہندون
۵۶	۵	سری پتی	سری متی
۵۷	۶	پہیروا	پھیر دیا تھا
۵۸	۵	ترتیب	تربیت
״	۲۱	کوتاہی	کوتاہے
۶۱	۱	جودتا	جھوٹا
״	۷	اور اپل	اور رائل
״	۱۳	اکثر	اکثر ہندی خ پڑھے ہوئے
۶۳	۲۳	کروی	کردیا
۶۴	۸	کی	کرلیا
״	۲۲	رواج	راج
۶۶	۵	بہت	بھیٹ
۷۰	۹	غیر ہوں	غیر نہون
۷۱	۵	چندے	چند
״	۶	فروغ	فروع
۷۲	۱۴	غیر زبان	اور غیر زبان
۷۳	۱۱	کیلئے	کیا

فہرست مطالب

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۱	۱	۲۴	بانا	رانا جی
۲	۱	۹	کشن گڈھ	کشن گڈھ کے
״	۱	۱	لیلجن	لارنس
۲	۲	۲۴	باعتقاد	بداعتقاد
۳	۲	۸	سمیر سنگھ	سمر سنگھ

INDIAN INSTITUTE

غلطنامہ خوابستان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۵	۱۸۰۴ء	۱۸۷۴ء
۶	۳	بہگایا	بہکایا
۶	۴	عقل	عقل نے
۶	۱۸	آنکھوتمین	آنکھوں سے
۶	۲۲	ورا	ورا
۷	۶	طنیو	تنبو
۸	۴	پاچھے	تاچھے
۸	۴	ترسد	ترسند
۹	۱۳	نہ پکڑنے	پکڑنہ لے
۱۵	۹	رسب	سب
۱۶	۲	واہ اس	وہ اس
۱۶	۸	نہوا ورنہ	نہوا ورنہ
۱۶	۲۳	ہماس	جواس
۱۸	۶	مان کچواہہ	مان سنگھ کچھواہہ
۱۸	۱۹	اور رتن	راور تن
۱۹	۲۲	پنوار	میواڑ
۱۹	〃	کی	کیا
۲۰	۱۴	فتح ہین	فتح
۲۰	۱۸	سمیر	سمر
۲۱	۵	کردین	کردیا
۲۳	۱۵	اعام	عام
۲۵	۱۱	کی	کیا
۲۵	۱۶	ایسی	ایسی
۲۶	۱۴	ایلجن	لارنس
۲۷	۱۵	ہوگیا ہو	ہوگیا
۲۹	۱۶	قانون	قانونون
۳۲	۲۲	قایم کین	قائم کیے
۳۳	۸	کسی	کیسی
〃	۱۳	خاندانون کے	خاندانون کا
〃	۲۰	نکتہ چینی	نکتہ چینی تو
〃	۲۲	چندرئیسون کی	جدونیسیون کی
۳۴	۵	ہنود	ہلود
۳۵	۲۳	قانون	قانونون
۳۶	۱۸	تا	تاکہ
۳۷	۱۱	صاحبونلی	صاحبونکی
۳۹	۱	کمشنر	ڈپٹی کمشنر
〃	۲	〃	〃
〃	۵	ایکیٹ ۱۴	ایکیٹ ۸
〃	۸	سنی ہونگی	سنا ہوگا
۴۱	۱۱	سنی ہین	سنا ہے

رئیسونکے خیالات اور اونکے معاشرت کے حالات موقع موقع سے بیان کیے گئے ہین
وہ تاریخ اور تمدن کے باب مین بہت سی باتون کے لیے آئینہ ہے اسکے تصنیف
کرنے مین مصنف کی کوئی ذاتی غرض نہین ہے بلکہ تمام حالات اوسکی معلومات کے
بموجب نیک نیتی سے لکھے گئے ہین اسپر بھی جو کوئی بات غلط لکھی گئی ہو اوسکی
بابت منصف مزاج اشخاص سے اصلاح اور درستی کی امید ہے مگر ایسے لوگون کا
اعتراض اور نکتہ چینی کہ جو ریاستونکی قدیم وجدید اندرونی حالات اور سرکاری
پولیٹیکل تعلقات سے بخوبی واقف نہون اس کتاب کے حق مین موثر نہین ہوسکتی
کیونکہ اسکی تمام تحریرات کی بنا تاریخی حالات اور پولیٹیکل معاملات پر مبنی ہے فقط

خاتمۃ الطبع

شکر خدا کا ہے کہ اندنون کتاب ندرت انتساب فائدہ بخش
بلند خیالان مسمی بہ خواب راجستان تالیف منشی
دیبی پرشاد صاحب رئیس اجمیر شریف حسب
ایمای مولف مطبع نامی منشی نول کشور
مقام لکھنؤ محلہ حضرت گنج بماہ ستمبر
سنہ ۱۸۷۹ء مطابق ماہ رمضان
سنہ ۱۲۹۶ ہجری مین چھپکر
اشاعت پذیر
ہوئی

خود جانتے ہونگے کہ سرکار ہندوستانیون کی بہ نسبت مجرمونکی زیادہ تر دشمن ہے
بلکہ آپ تو بڑی بڑی خطاؤن پر درگذر کر بھی سکتے ہو اور وہ ادنی ادنی جرایم پر
چشم پوشی نہین کر سکتی انہون نے کہا پھر تمکو کفالت سے کیا فائدہ متصور ہے
مین نے کہا فائدہ یہ ہے کہ سرکار انگلیز آج ہمارے وطن اور وقت کی بادشاہ ہی
اور بادشاہ وقت کی جناب مین ہر ایک شخص رسوخ اور آبرو پیدا کیا چاہتا ہی
تاکہ اوسکی عزت افزائی سے روشناس عالم ہوجاے پس مین بھی یہ ہی چاہتا ہون
کہ آپ صاحبونکی ریاستون کو بہبودی اور انتظام کی حالتمین لاکر خود بھی مشمول
عواطف سرکار کا ہون اور آپ صاحبون کی بھی ناموری اور کارفرمائی کا شہرہ
ہندوستان سے لندن تک پہونچاؤن آخر سب راجون نے اسپر اتفاق کیا
کہ اس بارہ مین صاحب رزیڈنٹ راجپوتانہ سے استمزاج کرین اور اوسی وقت
چند معزز اور معتمد لوگون کو باصدار احکام طلب فرماکر میرے ساتھہ کیے اور
حقیقت حال سے اطلاع دیکر صاحب رزیڈنٹ بہادر کے پاس روانہ فرمایا
ہمارے روانہ ہوتے ہی وہ انجمن برخاست ہوگئی اور راجہ لوگ دن نکلنے ہی
پہلے پہلے سایہ شب مین اپنے اپنے ملکونکو روانہ ہوگئے۔
مین اونکی سواری اور روانگی کی دھوم دھام سے چونک پڑا اور اوسی خوابناکی
کے عالم مین مین نے کروٹ بدلی اور یہ رنگین تماشا کچھہ دیر کے لیے میری
آنکھون سے غایب ہوگیا فقط

خاتمہ از جانب مصنف

اس کتاب کے بنانے سے مصنف کا مقصود اپنے نام اور لیاقت کو شہرت
دینے کا نہین ہی اور اسیوجہ سے اوسنے اپنا نام نہین لکھا وہ چاہتا ہی کہ جو خرابیان
راجپوتانہ کے انتظام مین پڑی ہوئی ہین وہ دفع ہون اور بجاے اونکی ہر ایک
ریاست مین تہذیب شایستگی علمیت اور سبکی بھلائی شائع ہو یہ کتاب
راجپوتانہ کے انتظام کی بابت ہے اوسمین اکثر پولیٹیکل معاملات پر بحث کی گئی ہی

دوازدہم جبتک کہ خوب تحقیق نکرے کسی مقدمہ مین کوئی راے نہ دے ورنہ ظلم ہوجانیکا احتمال ہے۔

میرا دوست راجپوت جو دور کھڑا ہوا یہ سب باتین سن رہا تھا اور جب کبھی میری آنکھ اوس سے لڑجاتی تھی تو مسکرا کر سر ہلا دیتا تھا قریب آکر راناجی سے عرض کرنے لگا کہ حضور رات بہت تھوڑی رہگئی راناجی نے حضار مجلس کو متوجہ دیکھکر فرمایا کیون صاحب اب کیا کرنا چاہیے اور آپ کے خیال مین کوئی بات بھی آئی جسپر حصر کیا جاے تب ایک صاحب بولے کہ ہمتو اپنی رعیت کا انتظام مورخ راجپوتانہ کے یہ خطاب راجون نے مجھکو دیا تھا کو دیتے ہین بہت دنون سے ایسے شخص کی تلاش تھی آج از خود ہی رستہ چلتے ملگیا راناجی نے فرمایا ہم یہ چاہتے ہین کہ انکو کل ہی راجپوتانہ کا منتظم قرار دیا جاے اور یہ کچھہ کچھہ عرصہ ہر ایک ریاست مین رہکر وہان کے کامونکی درستی کیا کرین راور راجہ صاحب بوندی اور مہاراجہ صاحب جے پور نے کہا کہ یہ تجویز بہت خوب ہے اور جب تک اپنے ہموطن ہم زبان اور ہم کفو آدمی مل سکین غیر کفو غیر زبان اور پردیسی لوگون کا دخیل کرنا مناسب نہین پھر مجھسے پوچھا کہ کیون تم بھی اس کام پر مستعد ہوسکتے ہو مین نے کہا ہان اگر صاحب رزیڈنٹ راجپوتانہ کی کفالت ہوجاے تو مین آپ صاحبونکی خدمتگذاری کو مستعد ہون کشنگدہ اور پاٹن کے راجہ صاحبون نے فرمایا کہ جب تم ہم لوگونکو خود مختار بیان کرتے ہو تو پھر سرکار کی کفالت کی کون ضرورت ہے مین نے کہا اس کفالت سے آپ کی خود مختاری مین کون سا حرج واقع ہوتا ہے اگر آپکو یہ شک ہو کہ یہ سرکار کی کفالت اسلیے چاہتا ہے کہ ہم اسکو موقوف نکر سکین یا کوئی قصور سرزد ہوجاے تو اوسکے تدارک مین رعایت کرنی پڑے تو آپ اس خیال کو اپنے دل سے نکال ڈالین کیونکہ جیسے اب آپ مجھکو نوکر رکھنے کی مختار ہین ویسے ہی موقوف بھی جب جی چاہے کر سکتے ہین رہا قصور کا تدارک سو آپ

سلطنت کا مالک ہوکر اصول کی پابندی نرکھیگا تو اوس سے ایک چھوٹی سی جاگیر بھی ضبط نہو سکیگی رانا جی نے پوچھا کہ وہ اصول کیا ہین مین نے کہا ہرچند کہ وہ خلوت مین عرض کرنے کے لایق ہین مگر مین اونکو آپ کی خاطر سے انجمن مین بیان کرتا ہون —

سنئی ملکداری اور انصاف کے بڑے بڑے اصول چند ہی ہین جنکی فروع کا شمار نہین اول جہانتک ہوسکے ایسی کوشش کرے کہ خرچ آمدنی سی ہرگز بڑھنے نپاوے

دوم رعایا سے خراج اتنا لے کہ اوسکی حق تلفی نہونے پاوے —

سوم انصاف کی وقت اسبات کو فرض سمجھے کہ مجرم کو کسیکی رعایت یا سفارش یا اور کسی قسم کے خوف اور لالچ سے نہ چھوڑے اور بیقصور کو ہرگز سزا نہ دے —

چہارم صلہ رحمی اور حقدار کا حق ضائع نہ کرے —

پنجم سپاہ کو ماہ بماہ تنخواہ دے تاکہ مہم کے وقت کچھ عذر نکر سکے اور بعد کفایت مہم اوسکی جانفشانیون کی پوری قدر کرے کہ آیندہ کو حوصلہ بڑھے —

ششم دوست کو دشمن سی خیرخواہ کو بدخواہ سی محنتی کو کاہل الوجود سی تمیز کرے —

ہفتم امرا اور وزرا کو خوف و رجا کی حالتمین مبتلا رکھے تاکہ اپنی حد سے باہر قدم نرکھہ سکین —

ہشتم ہنگام مقابلہ دشمن کے اوسکی وار کو خطا دے اور اپنا وار ایسی جگہہ کرے کہ جہان کارگر ہوجاے اسمین بموجب مقولہ جلب منفعت و دفع مضرت کے دنیا کی بہت سے معاملات کی کارروائی کا طریقہ مضمر اور مکنون ہی نہم اپنی ریاست کے جزوی اور کلی حالات اور اپنے رعایا کے اعمال سے ایسا واقف رہے کہ ہر فرد بشر اوسکو اپنا ہمزاد خیال کرے —

دہم مفسدون کو فوراً گرفتار کرے ورنہ قوی ہوکر زیادہ قوت کے محتاج ہونگے —

یازدہم جو کام کرے وہ اصول انصاف سی خارج اور رفاہ عام سے خالی نہو —

آسانی کے ساتھہ ہوتا چلا جائیگا۔

یہ سنکر رانا صاحب نے پوچھا کہ اچھا انتظام کس طریق پر ہونا چاہیے مین نے کہا انتظام جس طریق پر جاری ہو سکتا ہے مگر چونکہ اب تمام ہندوستان مین عملداری سرکار انگریز کی ہے اور آپ کو بھی اونسے بہرحال تعلق ہے اسلیے بہتر یہ ہے کہ راجپوتانہ کی ریاستون کا انتظام بھی اونہین اصول پر ہونا چاہیے جو کہ انگریزون کے ملکی انتظام کے اصول ہین اسمین بھی چند فائدے ہین ایک تو آپ کا انتظام سرکار کے انتظام سے غیر معلوم نہوگا کیونکہ یہ دستور ہی کہ بادشاہ وقت اپنے ماتحتون کی اون باتون کو بہت کم پسند کرتا ہے جو اوسکے اغراض انتظام اخلاق اور عملدرآمد سے غیر ہون دوم جب کبھی ایجنٹ یا رزیڈنٹ یا خود گورنر جنرل بہادر ہی آپ کی ریاست مین آکر آپ کی عدالت اور سیاست اور انتظام کے کارخانجات دیکھنا چاہینگے تو اونکی کارروائیون کو مثل اپنے عملدرآمد کے دیکھکر بہت جلد اونکو سمجھہ جائینگی اور خوش بھی ہونگے۔

ہنوز یہ گفتگو ختم نہونے پائی تھی کہ ایک راجہ صاحب نے فرمایا کہ اچھا تم ہماری ریاست کا انتظام کرسکوگے مین نے کہا ہان مگر اوس شرط سے کہ جو مین ابھی گذارش کرچکا ہون تب ایک دوسرے رئیس نے کہا کہ کیون صاحب کل راجپوتانہ کا بھی ایک ساتھہ انتظام کرسکتے ہو چونکہ یہ بات اونھون نے طنزاً کہی تھی اسلیے مین نے بھی بیساختہ کہا کہ ہان کرسکتا ہون اور اگر میعاد پوچھو تو میعاد بھی بتاسکتا ہون۔

رانا جی نے کہا آفرین اس ہمت پر مگر یہ بہت مشکل بات ہی کہ ایک آدمی ایسی متعدد ریاستون کا کام انجام دیسکے کہ جنکی رسم اور رواج ایکدوسرے سے مخالف ہون مین نے کہا انتظام کے اصول اور ضوابط صرف دس یا پانچ ہی ہین کہ جو کوئی اونکو بلا افراط و تفریط ضبط کرکے ایک اونی ریاست کا خاطرخواہ انتظام کرے تو بڑی سی بڑی سلطنت کے بندوبست پر بھی قادر ہوسکیگا اور جو کوئی بڑی

اونہون نے کہا یہ تو کبیر جی کہہ گئے ہین تم کیا کہوگے تم سے پوچھنے کا تو مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسی صورت بیان کرو کہ جوان سب سے علیحدہ ہو مین نے کہا وہ یہ ہے کہ اگر آپ خود اپنی ریاستون کے کاروبار سے بطور کافی عہدہ برا نہین ہوسکتے ہو اور تمھارے اہلکار بھی ایسے ہی ہین تو اب مناسب یہ ہے کہ دیسی یا پردیسی اشخاص سے چند صاحب جوہر اور با علم آدمیون کو منتخب کرکے بکفالت سرکار انگریزی اپنی ریاستون مین منتظم مقرر کردو اور دو تین برس اونکی کارروائیونکو بغور دیکھتے رہو اگر اس عرصہ مین خاطر خواہ انتظام ہوجاے تو فبہا ورنہ اونکو موقوف کرکے دیگر اشخاص کو جو اونسے بھی عقیل اور فہیم ہون اپنا کام سونپو

راور اجہ صاحب بوندی نے پوچھا کہ انگریزون کی کفالت مین کیا حکمت ہی مین نے عرض کی کہ انگریزونکی کفالت سے آپ کا کام بوجوہ احسن انجام پائیگا کیونکہ منتظم جب دیکھے گا کہ مجھے رئیس اور ایجنٹ دونو کو جواب دینا ہے تو وہ بہت خیال کرکے کام کریگا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ وہ آپ کا نقصان نکرسکیگا اور غبن کرکے نہ بھاگے گا جیسا کہ آپ صاحبون کو پردیسی اشخاص کی نسبت اس قسم کی شکایت رہتی ہے کیونکہ جب سرکاری کفالت ہوئی تو وہ جیسا آپ کا قصوروار ہوا ویسا ہی سرکار کا ہوا جہان جائیگا سرکار اوسکو گرفتار کرکے آپ کے پاس بھیجدیگی۔

تیسرا فائدہ یہ ہے کہ آپ تو شاید اوس سے سالانہ جمع خرچ کا حساب سمجھنے اور سستی وکاہلی سے کام کرنے کی بازپرس کرنے مین ایکدفعہ درگذر بھی کرجاؤ گے اور ایجنٹ کبھی نکریگا جس سے وہ دلیر نہونے پائیگا۔

چوتھے اصلی غرض انتظام اور سرکار کی خوشنودی سے ہے جب ایجنٹ لوگ اوسمین کفیل ہونگے تو ایسی کوشش کریگا کہ جس سے آپ کی ریاستین بھی آباد اور سرسبز ہوین اور سرکار دولتمدار بھی خوش ہو۔

پانچوین انتظام مین ایجنٹ کے کفیل ہونے کی وجہ سے آپ کی مقرر رعایا اور بھائی بیٹے بھی کسی امر مین تمرد اور نافرمانی کی جرات نکرسکینگے ہر کام سہولیت اور

اونھون نے کہا وہ کون کون ہین مین نے کہا انتظام دو طرح کا ہوتا ہی ایک شخصی
اور ایک جمہوری شخصی وہ ہے کہ رئیس جزوی اور کلی کامون کو خود متوجہ ہوکر کرے
اور جمہوری یہ ہے کہ رعایا انتظام اور حکومت کے لیے اپنی طرف سے حاکم
اور منتظم مقرر کردے جیسا کہ امریکا اور انگلستان مین ہو رہا ہے مگر یہان دونون
صورتون کا ہونا دشوار ہے اگرچہ آپ لوگ قدیم سے شخصی حکومت رکھتے ہین
مگر بہت کم اوس سی عہدہ برا ہوسکتے ہین کیونکہ اول تو خود آپ صاحبون کو کبھی
جزورسی اور بیدار مغزی سے کام کرتے نہین دیکھا اور دوسرے آپ کے
عہدہ دار زیادہ اختیار پا جانے کی وجہ سے کامون مین آپ کا ہاتھہ کوتاہ کرتے ہین
اور جس شرط کی نسبت مین نے شاید منظور نہ کرنے کا لفظ لکھا ہے
وہ یہ ہے کہ آپ سب صاحب متفق ہوکر ایک درخواست اس مضمون کی سرکار مین
گذرانین کہ سرکار بطور کورٹ آف وارڈس کے جب تک کہ ہمکو منظور ہو ہماری
ریاستون کا بندوبست کرے ہرچند کہ یہ بات آپ کے خود مختار خیالات سی بظاہر
بہت مخالف معلوم ہوتی ہے مگر جو غور سے دیکھو تو اسمین آپ کا کوئی ہرج نہین ہے
چند ہی روز مین آپ مثل راجہ بردوان اور مہاراجہ کاشی اور رزیا نگرام کے
دولتمند ہوجاؤگے اس مثال سے یہ مت سمجھنا کہ مثل اونکی اختیارات فوجداری
اور کلکٹری کے آپ کے ہاتھہ سے بھی جاتے رہینگے کیونکہ آپ خود مختار ہوا اور وہ
نہین ہین جیسا کہ مین پہلے بھی کہہ چکا ہون اور سرکاری طور پر پولیٹکل انتظام ہوتے ہین
آپ کے ان اختیارات مین کبھی فرق نہ آئیگا مین اسکی مثالین بھی دی چکا ہون
اور اس بات کو آپ خوب یاد رکھو کہ اگر ہندوستانی ریاستون مین چند سال اور
بھی یہی بے انتظامی رہی تو ایک نہ ایک دن سرکار کو ضرور اسمین دست انداز ہونا
پڑیگا کسلیے کہ آجکل آپ صاحبونکے امور انتظام مین توجہ اور تندہی نکرنے سے
اس قسم کی رائین کثرت سے دی جاتی ہین کہ سرکار ہندوستانی رئیسون سے
فوجداری کے اختیارات لے لے۔

اونھون

بھی کہدیتے ہین کہ رئیس کے پاس جاؤ۔
جب سے انگریزی عملداری ہوئی ہے اکثر ریاستون مین دیوانی فوجداری کی کچہریان بھی قائم ہوگئی ہین اور علاقجات مین پولس وتھانہ داری کا انتظام بھی جاری ہوگیا ہے لیکن کارروائیان کہین بھی ٹھیک ٹھیک نہین ہوتین کیونکہ اول تو رئیسونکو اسطرف کچھ توجہ نہین ہوتی دوم رشوت ستانی جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا کرنیمین کچہریون مین اظہار نویس سے لیکر حاکم تک اور مفصلات مین چپراسی سے لیکر تھانہ دار تک سبکو رشوت کی چاٹ لگی ہوتی ہے اور قطع نظر اسکے رو و رعایت کا بھی ریاستون مین بہت کچھ رواج ہے کہ جس مقدمہ مین ایک فریق غریب اور ایک فریق امیر ہو تو پھر امیر کی سنتے ہوئے غریب کی کوئی نہین سنتا ہے۔
غارتگری ریاستون مین اکثر ہوا کرتی ہے اور غارتگرون کا یا تو اسوجہ سے کہ اونکو اوسی علاقہ مین کہین حمایت یا پناہ ملجاتی ہے یا عمال فوجداری کی غفلت سے کہ وہ وقت پر غارتگرون کا تعاقب نہین کرتے ہین یا راج مین ہی ساز و باز رکھنے سے جیسا کہ اکثر لوگون کا خیال ہے اکثر سراغ نہین لگتا اور اگر کوئی مجرم پکڑا بھی جاتا ہے تو اوسکو روپیہ لیکر چھوڑ دیتے ہین سزا نہین دیتے تاکہ اور مجرمونکو عبرت ہوکر باعث انسداد واردات ہو چوری کی وارادات مین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کوتوال اور تھانہ دار لوگ کسی نہ کسی تقریب سے اوسی شخص کو کہ جسکی چوری ہوجاتی ہے ملزم اور ماخوذ قرار دیکر راضی نامہ لکھوا لیتے ہین اور چورون کے پکڑنے اور مال مسروقہ کے پیدا کرنے مین بہت کم تکدد کرتے ہین اگر رئیس لوگ بذات خود متوجہ ہوکر محکمہ والون کی کارگذاری کو دیکھا کرین اور راہ راہ کا اپیل سنا کرین اور ریضابطہ کارروائی ہوجایا کرے جواب پوچھا کرین تو ہر ایک ابتری کا انسداد ہوجاے اور حکام ماتحت ڈر کر کام کیا کرین
اور یہ جو آپ نے پوچھا کہ ہماری ریاستون کا ایسا انتظام جو ہماری اور ہماری رعایا کو مفید ہو کیونکر ہوسکتا ہے اسکی چند صورتین ہین مگر مین خوب جانتا ہون کہ بعض تو آپ سے نہو سکینگی اور بعض آپ کی رعایا سی اور بعض شاید آپ لوگ خود نکرینگے

بلکہ آدھے سے بھی کچھہ زیادہ حصہ لیتے ہین زمیندار لوگ پٹواریون کے پیچ در پیچ حساب کتاب اور محصلون واجارہ دارون کی سختی آمیز سلوک اور رقم سوای کے ابواب وغیرہ سے ایسے لوٹے جاتے ہین کہ اونکے تن پر کپڑا ثابت رہتا ہے اور پیٹ کو اچھی طرح سے روٹی ملتی ہے جب دیکھو جب مرے مرے پکارتے رہتے ہین قطع نظر اسکے بہت بیگار اور راج کا ڈنڈا اوپر ایسا لگا ہوتا ہے کہ جس سے اونکو نہ دن مین چین ملتا ہے اور نہ رات کو اور پھر جب راج کے اوپر کوئی غیر معمولی خرچ آپڑتا ہے تو وہ زمیندارون یعنے پٹیلان اور کاشتکارون سے وصول کرلیا جاتا ہے اور باوجود اسکے زمیندار اور کاشتکار کا ورثہ زمین کے اوپر کچھہ نہین ہے راج کو اختیار ہے چاہے زمیندار یا کاشتکار کو کھیتی کرنے دے چاہے نہ کرنے دے زمیندار کو وراثت کا حق نہین پہونچتا۔

بعض بعض ریاستون مین پختہ بندوبست بھی ہوچلا ہے مگر چونکہ ابھی تک کسی جگہ کامل طور پر اوسکا اجرا نہین ہوا اسواسطے اوسکی نسبت کوئی رائے نہین دی جاسکتی مگر یہ ضرور ہے کہ اگر میعادی یا استمراری پختہ بندوبست ہوجائیگا بشرطیکہ وہ نیک نیتی کے ساتھہ ہو تو رعیت بیشک امن مین ہوجائیگی اور جو سختی کے ساتھہ ہوا تو اوس سے خام تحصیل ہی بہتر ہے کہ اگر زمیندار کھیتی کریگا تو راج کو بھی حاصل دیگا ورنہ غیر اوسکی کھیتی گئی راج کا حاصل گیا اور پختہ بندوبست مین ایسا نہین ہوسکتا اب رعایا کی داد دہی کا حال سنیے کہ رئیس لوگ تو خود مدعی مدعا علیہ کو روبرو بلوا کر اونکی مقدمہ کی تحقیقات کرتے نہین ہین اہلکارون کو اختیار رہتا ہے کہ وہ اپنے طور پر اونکا فیصلہ کردین اہلکارون نے اگر کسی پر ظلم کیا اور اوسکی بہت ہی بہت واویلا ہوئی تو خود بدولت نے بھی اوسکی مسل منگوا کر سن لی پھر جو کچھہ اونکے مونہہ سے نکلا وہ گویا حکم تقدیر ہے کہ اوسکی پھر کہین اپیل نہین ہوسکتی البتہ لوگ

اور راؤ راجہ جی ہمارے درد دکھہ کو فوراً سن لیتے ہین اور ہماری آسودگی پر جے پور ٹونک باڈوتی اور اودے پور کے زمیندارون کو رشک ہے۔

رعیت کو آزادی دینا چاہیے تاکہ وہ اپنے اور راج کی حقوق کی بابت آزادانہ گفتگو کر سکے یہ کیا کہ چند بنگالیون کو نوکر رکھہ لیا اور اونھون نے اپنی انگریزی دانی کے زعم مین جیسا چاہا ویسا ایک مجموعہ انگریزی قوانین سے کتر بیونت کر کے بنا لیا اور اوسکا نام قانون رکھہ دیا نہ اوسکو رعیت نے سمجھا اور نہ راج نے جانچا نہ اوسکی بابت دیسی عمایدکی راے لی گئی جاری کرنیمین یہ جلدی کی کہ جھٹ پٹ اوسکو چھپوا ڈالا ایک ایک نقل ہر سررشتہ مین بھیجدی کہ اوسکی بموجب عمل کرین مگر عمل کون کرتا ہے وہ بھی ایک فضول چیز کیطرح سررشتہ مین پڑا رہتا ہے بہت ہوا تو کبھی کسی مقدمہ مین دفعہ وغیرہ قائم کرنے کے واسطے اوٹھا کر دیکھہ لیا ورنہ خیر۔

قانون کا بیان تو ہو چکا اب بندوبست کا حال سنیے کہ تمام ریاستون مین بہتیر خام تحصیل ہے جسکو رئیس اور رعایا قدیم سے پسند کرتے چلے آئے ہین دہرم شاستر مین بھی اکثر اسی قسم کے بندوبست کا ذکر ہے اور اسمین شک نہین کہ اگر دیانت اور ایمانداری سے تحصیل کیجاے تو بٹائی سے بہتر تحصیل کا اور کوئی قاعدہ راج اور رعیت کے حق مین مفید نہین مگر لوگون نے بے ایمانی سے اس طریقہ کو ایسا خراب کر دیا ہے کہ رعایا کے حق مین ازبس مضر ہو گیا ہے چنانچہ بوندی[1] کے سوائے تمام ریاستون مین زمینداروں سے آدھا

[1] بوندی مین زمینداروں کی بڑی رعایت کیجاتی ہے اول تو فی بیگہ اونکو دو بسوہ کی چھوٹ زمین میں دیجاتی ہے دوسرے بٹائی بھی نرمی کے ساتھہ ہوتی ہے کہ تیسرے حصہ سے زیادہ نہین لیتے تیسرے مہاراؤ راجہ صاحب کا عام حکم ہے کہ اگر زراعت کمزور دیکھو تو سرکاری حصہ بھی کم لو چوتھے سوائے کی رقمین بہت کم زمینداروں سے لیجاتی ہین پانچوین زمینداروں کی فریاد دربار مین فی الفور سنی جاتی ہے چھٹے زمینداروں کے برباد ہو جانے کے خیال سے کانونکو ٹھیکہ نہین دیتے نتیجہ ان سب باتون کا یہ دیکھنے مین آتا ہے کہ بوندی زمیندار بہت آسودہ ہین اور وہ اپنے راج کی نمکخواری ان کلمون سے کرتی ہین کہ ہم بہت چین مین ہین

بنگالہ مین بنگلہ بہار مین کیتھی اوڑیسہ مین اوڑیا گجرات اور بمبئی مین گجراتی دکن مین
مرہٹی مدراس مین تلنگی زبان بولی اور لکھی جاتی ہے راجپوتانہ مین اردو اور فارسی کا
رواج اس باعث سے ہوگیا کہ شروع انگریزی عملداری مین یہ ضلع دہلی کی زرٹیٹی سے
متعلق تھا مگر اب راجپوتانہ کے سرکاری دفترون مین ناگری تحریر رواج کردینے کی
واسطے اکثر رائین دیجاتی ہین اگر کرنیل کیننگ صاحب ابتک راجپوتانہ کے
رزیڈنٹ رہتے تو کبھی کے ہندی دفتر ہوگئے ہوتے اور اب کرنیل پیلی صاحب
بھی اسی فکر مین ہین اگر آپ سب رئیس لوگ متفق ہوکر اس امر کی درخواست
کرین تو بہت جلد اسکا اجرا ہوسکتا ہے اسبات کو سب راجون نے منظور کی
اور مین نے پھر اپنا ریویو بابت انتظام موجودہ راجپوتانہ کے شروع کیا
ساتوین بعض ریاستون مین انگریزونکی دیکھا دیکھی قانون بھی بنائے جاتے ہین
اور اونکے اوپر بہت کچھ فخر بھی کیا جاتا ہے مگر یہ بھی لغو بات ہے کیونکہ اول تو وے
قانون انگریزی قانونون کی عبارت کو کاٹ کوٹکر بناتے ہین دوسرے ہمنے
یہ کبھی نہین سنا کہ کسی ریاست مین وکیل یا حاکم یا اور کسی عہدہ دار کو قانون کا
امتحان لیکر بھرتی کرتے ہین یا یہ لوگ قانون کے بموجب چلتے ہین اور ہر کام مین
اونکے منشا کے موافق پوری پوری کارروائی ہوتی ہے یا رعایا کو یہ اختیار ہے
کہ خلاف قانون کام کرنیکی صورت مین وہ حاکم پر اعتراض کرسکین یہ قانون
صرف نام ہی دیدینے کے ہین یا طاق مین دھرے رہنے کے۔ اونکے بنوانے
اور چھپوانے مین ناحق ہزارہا روپیہ صرف کیا گیا ہے کوٹہ اور جیپور کے
قانون مین نے بھی دیکھے ہین اور اون ریاستون مین اونکے منشا کے بموجب
عملدرآمد ہونے کی بھی تحقیقات کی ہے مگر یہی ثابت ہوا ہے کہ یہ قانون
رعایا کے حق مین کچھ مفید ہین اور نہ وہان اونکی تعمیل ہوتی ہے
قانون ایسا ہونا چاہیے کہ جو رواج اور رعیت دونون کے حق مین مفید ہو
اور اوسکے بنانے مین رعیت یا اوسکے وکیلون کو بھی شامل کرنا چاہیے اور

مہاراجہ صاحب جیپور کو چاہیے کہ یا تو دفترون کو ہندی مین بدلین یا ایسے لوگون کو
حاکم کرین جو اردو فارسی کے زباندان ہون اور آدھا تیتر آدھا بٹیر ہونے مین
تو سراسر خرابی ہے ہماری دانست مین ہندی کا دفتر ہوجانا بہتر ہے تاکہ رعایا
بھی سرشتہ کی تحریر بخوبی سمجھ سکے مگر ناخواندہ حاکم اور عہدہ دارونکو پھر بھی تبدیل
کردینا چاہیے کہ کاردانی اور معاملہ فہمی بغیر علم کے نہین آتی دگئی کی ٹھاکر کی نقل
مشہور ہے کہ کپتان جان لڈلو صاحب نے اونکو جیپور کی مصاحبت دینے کی لیے
بلوایا تھا جب وہ صاحب کے پاس آکر بیٹھے تو صاحب نے پوچھا کہ ٹھاکر صاحب
آپ کا مزاج اچھا ہے اونھون نے جواب دیا کہ دگئی یہانسے بارہ کوس ہے
صاحب نے فرمایا کہ ہم دگئی کو نہین پوچھتے تمھارا مزاج پوچھتے ہین کہا مزاج تو
کاکا جی مرجاد سنگہ جی جانے صاحب نی دق ہوکر اونکو اوسی وقت رخصت کردیا
یہ رانا صاحب موجود ہین انسے پوچھیے کہ انھون نے کیون فارسی دفتر کو
ہندی مین بدل ڈالا مہارانا صاحب نے کہا ہان یہ ۱۸۵۲ء کی بات ہے کہ
مین نے اہلکارون کی دھوکا دہی سے ایک ایسے کاغذ پر دستخط کردیئے تھے
کہ جسمین لکھا تو کچھ تھا اور مجھکو سنایا کچھ تھا جب مین اوس غلطی پر مطلع ہوا
تو مین نے فوراً فارسی کی تحریر موقوف کردی اور ہمارے بزرگون نے صاحب
لوگون سے خط کتابت ہندی مین اسی مصلحت سے جاری رکھی تھی کہ
اوسمین کبھی دھوکا نہ ہوجاے چنانچہ آجتک صاحب لوگونکی طرف سے ہمارے نام
ہندی خریطے آتے ہین اور مین نے سنا ہے کہ گورنمنٹ نے بھی ہندی دفتر
اکثر ممالک مین کردیے ہین اور یہ بڑی حکمت عملی کی بات ہے کہ عدالتون کی
کارروائی رعایا کی زبان مین ہوا کرے کیونکہ عدالتین صرف رعیت کی دادرسی
کے واسطے ہوتی ہین —
مین نے کہا ہان سرکار نے حال مین ہی صوبہ بہار مین فارسی کی تحریر کو موقوف
کردی ہے اور ہر ضلع مین سرکاری دفتر اوسی ضلع کے زبان مین ہین جیسے

یہ بٹے ٹراتے ہین اگر یہ لوگ نہون اور رعیت اور حاکم ہی بلا واسطہ گفتگو کرلین
یا اونکے اظہار اونکی زبان مین لکھے جایا کرین تو کچھ بھی دقت نہو مگر وہان تو فارسی
اردو کی دھجیان اوڑتی ہین بدخطی اور غلط نویسی کے جوہر دکھائی جاتے ہین
بھلاوے بیچارے ٹھاکر کہ جنکے باپ اور دادے نے بھی فارسی نہین پڑہی
اور اونکے پیر و مرشد نے بھی ایسی تحریر نہین لکھی وہ ان باتون کو کیا جانین
یا تو اونکو افسر ہی کرنا نہین چاہیے ورنہ اونکا دفتر اونکی زبان مین ہونا چاہیے
کہ اونکی کارروائی تو کسی اصول پر ہو یہ کچھ اچھی بات ہے کہ وہ تو بیٹھے ہوے
لوگونکی صورت دیکھ رہے ہین اور سررشتہ دار ہے کہ فرفر پڑھ رہا ہے اور
جہان نہین پڑہا جاتا ہے سطر کی سطر اوڑا جاتا ہے مدعی مدعا علیہ سست
کھڑے ہوے خیر منا رہے ہین کہ کہین ٹھاکر صاحب کی زبان سے کوئی حکم
مقدمہ کا بگاڑنے والا نہ نکل جاوے اور ٹھاکر صاحب کا یہ حال ہی کہ جون ہی
سررشتہ دار چپ ہوا اور اونھون نے اوسی حکم دیا کہ جو پرم پرا سے ہوتی آئی ہے
وہ کردو پس جو سررشتہ دار کے خیال مین آیا وہ اوسنے حکم اخیر لکھدیا اور ٹھاکر
صاحب نے مہر کردی۔

ٹھاکر لکھدیر سنگہ مختار ریاست الور مہر کرنے کے وقت سررشتہ دار سے کہا کرتے تھے
کہ ہم تو چھپی ہین تیری آرسی فارسی مین نہین سمجھتے تو جان تیرا رام جانے لے یہ مہر
میری بھی چھاپ دے۔ اسیطرح سے ٹھاکر سمندر کرن نٹھوارہ والے جو کونسل
جیپور کے ممبر ہین کہا کرتے ہین کہ ہم لوگ رام جیداس جی کے بیل ہین جدھر
وہ جوت دیتے ہین جُت جاتے ہین۔ جے پور ہی کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ سررشتہ دار
نے تھانہ دار کی رپورٹ حاکم کو ان لفظون مین سنائی کہ مدعی علیہ کو ہر چند تلاش کیا
مگر وہ نہین ملا آپ نے فرمایا اچھا تھانہ دار کو لکھدو کہ وہ ہر چند کو ہی پکڑ کے بھیجدے
یہ سنکر عملہ والون نے بمشکل اونکو سمجھایا کہ ہر چند کسی آدمی کا نام نہین ہے بلکہ
فارسی روزمرہ کا ایک لفظ ہے۔

لوگون کو آنے کی صدر پیڑانگی ہوتی ہے مقدمہ والے کیا کرتے ہین کہ روئی یا دھوپ کی پوڑیون مین اشرفیان رکھکر لیجاتے ہین جنکو آگے بڑھکر ان لفظونکے ساتھہ کہ یہ چیز مین نے آپ کی پوجن کے لیے دور سے منگوائی ہے اونکی ہاتھہ مین دیدیتے ہین جانتے والے اوسیوقت تاڑ جاتے ہین اور باہم اشارے کرتے ہین مگر رشوت اور مرتشی کا کچھہ نہین کہہ سکتے ہین کہتے ہین کہ جے پور مین پہلے رشوت نہین لیجاتی تھی بلکہ سنگی جودتا رام تو رشوت کی سزا مین ہاتھہ کٹوا ڈالتا تھا مگر جب سے راول جی کا دور ہوا رشوت نے فروغ پایا اور ایل کونسل کے مقرر ہونے سے تو وہ کمال کو پہونچگئی ہر ایک شخص کو دس آدمیونکی مٹھی گرم کرنی پڑتی ہے تب کہین اوسکی مسل پڑہی جاتی ہے پس جہان یہ لالچ ہو وہان سچائی کہان جو تمدن کا ایک بہت بڑا اصول ہے ۔

چھٹی جو آج اعلے درجہ کے ریاستین خیال کیجاتی ہین جیسے جے پور اودے پور اور الور وغیرہ اونکے انتظام کی عجب کیفیت ہے کہ وہان دفتر تو فارسی ہی اور حاکم لوگ پورے سے ہندی خوان بھی نہین ہین اور جو دفتر والے ہین وہ اکثر پردیسی ہین وہ نہ تو اچھی طرح سے وہانکی بولی کو سمجھتے ہین اور نہ ملکی رواج کو جانتے ہین پس ایسے لوگون سے انتظام بنتا نہین بلکہ اور بگڑتا ہی اب خیال کیجئے کہ وہ دفتر اور یہ دفتر والے حاکم اور رعایا کے بیچ مین ایک بڑی بھاری آڑ ہو رہی ہین کیونکہ رعیت کا اظہار بلا واسطہ حاکم تک نہین پہونچتا رعیت اپنی زبان مین کہتی ہے دفتر والے دوسری زبان مین لکھتے ہین اور جب وہ حاکم کو سنایا جاتا ہی تو اوسوقت نہ حاکم اوسکو اچھی طرح سمجھہ سکتا ہے اور نہ اظہار والے کو یہ یقین ہوتا ہے کہ مین نے یہی کہا تھا بلکہ بعض اوقات تو یہ ہونے لگتا ہے کہ حاکم کہتا ہے کہ کیا کہا اور وہ کہتا ہے کہ مین نے تو یہ نہین کہا تھا دفتر والی دونونکو جاہل ٹھہراتے ہین اور مقدمہ کے دگرگون ہو جانے پر رعیت حاکم پر نافہمی کا الزام لگاتی ہے اور حاکم رعیت کو ناسمجھہ ٹھہراتا ہے یہ کوئی نہین کہتا کہ عملے والی

کسیکی بات نہین سنتے پس اونکی کارروائی کل بیقاعدہ اور خارج از قانون ہوتی ہی قطع نظر اسکے جس راج مین مہاجن کا مدار ہوتے ہین وہان اکثر نجل اور خست کا بازار گرم ہوتا ہے اور ایسے کام بہت کم ہوتے ہین جس سے ریاست کی رونق اور ناموری بڑہے۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ اکثر ریاستین مثل مارواڑ وغیرہ مین تحصیلداری کارکنی اور خزانچی گری کے عہدے نیلام ہوتے ہین جو بڑھکر نذرانہ دیتا ہے اوسیکو ملجاتی ہین وہان لیاقت اور علمیت نہین دیکھی جاتی روپیہ کو بڑی چیز سمجھتے ہین اس قسم کے عہدہ دار اپنے علاقہ مین جاتے ہی رعیت کو لوٹنا شروع کر دیتے ہین کیونکہ اونکو تو اونکو یہ تلون سے لگی ہوتی ہے کہ جسقدر روپیہ راج مین دیا گیا ہے وصول کرلین دوم اونکو یہ یقین نہین ہوتا کہ دیکھیے کل بھی ہم رہتے ہین یا نہین اور یہ خیال اونکا صحیح ہوتا ہے کسواسطے کہ برس چھہ مہینے کے بعد ہی رعایا کے نالشی ہونے یا دوسرے شخص کے زیادہ نذرانہ گذراتے پروہ کام اونسے چھین جاتا ہے اور وہ عرصہ تک حساب سمجھانے کی کشمکش مین مبتلا رہتے ہین۔

پانچوین رشوت ستانی نے راجپوتانہ کے انتظام کو خراب کر رکھا ہے ریاستون مین رشوت ستانی کوئی بڑا جرم نہین ہے لاکھہ پچاس ہزار روپیہ کے دعوی یا قتل و غارتگری کے بڑے مقدمہ مین تو خود رئیس لوگ ہی رشوت لے لیتے ہین چھوٹی عہدہ دارونکی کیا گنتی ہے وہ تو دو دو پیسے لیکر غریب کا کام بگاڑ ڈالتے ہین اکثر ریاستون مثل جے پور وغیرہ مین تو یہ رشوت ستانی ایسی عام ہو رہی ہے کہ کچھہری لون مین دربار ہر ایک شخص مقدمہ والون سے اپنا حق ٹھہرا لیتا ہے اور حاکم لوگ دو چار بیسے آدمیون کو لگا رکھتے ہین جو بالا بالا مدعی اور مدعا علیہ سے معاملہ ٹھہرا لیتے ہین دیے بغیر کوئی کام نہین ہوتا اور جسکے پاس کچھہ دینے کو نہین ہوتا وہ ہی مارا جاتا ہی کسیلیے کہ جو بڑھکر چاندی کی جوتی مارتا ہے اوسی کا طوطی بولتا ہے۔

جے پور مین عہدہ دارونکو رشوت اکثر پوجن کے وقت دیجاتی ہے اوسوقت

اکثر ریاستون مین یہ بھی دستور ہے کہ اہلکارون کو تنخواہ مین جاگیر دیجاتی ہے اور جاگیر کی وجہ سے وہ عہدے اونکے خاندان مین موروثی ہوجاتے ہین جاگیدارونکی اولاد کا ناخواندہ رہنا اور آوارہ ہونا ایک ضروری بات ہے کیونکہ جب وہ دیکھتے ہین کہ باپ دادونکی جاگیر بحال اور عہدہ بدستور قایم ہے تو نہ پڑہتے لکھتے ہین اور نہ کسیطرح کی لیاقت اور معلومات حاصل کرتے ہین بلکہ آرام طلبی کے عادی ہوکر دو چار گھڑی دربار مین جا بیٹھتے ہین اس کاہلی سے اونکی ماتحت یا اور لوگ اونکے کام مین اور اونکے قرضخواہ اونکی جاگیر مین شریک ہوجاتی ہین راج والے قدنا پروری کا خیال کرکے اونکا پورا تدارک نہین کرتے پس اسطرح رفتہ رفتہ راج کا کام بھی بگڑتا رہتا ہے اور وہ خود بھی بگڑتے بگڑتے نان شبینہ کو محتاج ہوجاتے ہین اسصورت مین اگر ہر ریاست مین رعایا کو پڑھانے کے لیے سرگرمی کے ساتھہ سررشتہ تعلیم کا کاروبار جاری کیا جاے اور راج کی نوکری بشرط حصول سند لیاقت ملا کرے اور موروثی عہدہ والون کو جبتک کہ مدرسہ مین پڑھکر اچھا امتحان نہ دین کام نہ ملے اور بڑے بڑے عہدے لیاقت اور کاردانی دیکھکر دیے جائین اور سفارش و مہربانی کو نالائق اور نامستحق لوگون سے اوٹھا رکھی جاوے تو ممکن ہے کہ بدانتظامی کی سب شکایتین جاتی رہین اور رئیس و اہلکارونکی ذی لیاقت ہونے سے ساری کارروائی مبنی بر اصول انصاف ہوا کرے۔

تیسیری وجہ یہ ہے کہ اکثر ریاستون خصوص جاگیرداونکی سرکار مین ملک و مال کی کاروبار مہاجنون کو صرف اس خیال سے دیے جاتے ہین کہ یہ لوگ زیادہ ذی اختیار اور دولتمند ہوجانے پر راج کا دعوی نہین کرتے بلکہ راج جب چاہے بآسانی اونکی کمائی کو ضبط کرسکتا ہے چنانچہ اس کارروائی کی بابت قدیم سے یہان یہ مثل مشہور چلی آتی ہے کہ متصدی رعیت کو لوٹی راج متصدی کو لوٹے اس قسم کی حکمت عملی مین رعایا پر سراسر ظلم ہوتا ہے کیونکہ بنیون کا قاعدہ ہے کہ وہ ہر طرح سے روپیہ سمیٹتے ہین اور جبتک اپنا مطلب نہین دیکھہ لیتے

اصول تو برای نام لوگونکے زبان پر رہگیا ورنہ سب کارروائی بیقاعدہ اور اصول
کے خلاف ہوتی ہے مگر ہم یہ کبھی نہین کہینگے کہ یہ سب خرابی صرف ان تبدیلیونکے
واقع ہونے سے ہی ہوئی ہے کیونکہ اسکے وجوہ اور بھی ہین ازانجملہ سب سے
مقدم یہ ہے کہ رئیسون کو انتظام کی پروا نہین وہ بچپن ہی سے عیش مین
پڑکر کاہل اور ناکارہ ہوجاتے ہین اونکی تربیت اونکے منصب کی لائق نہین ہوتی
اونکو علم بہت کم ہوتا ہے اور جب علم نہین تو حوصلہ کہان پھر اگر ریاست کا
بوجھ اوٹھاوین تو کسکی طاقت سے اوٹھاوین اور کیونکر اوسکی مشکلات کو حل
کرین اگر علم ہو تو سب کچھ ہوسکے علم کی طاقت واقع مین ایسی ہی ہوتی ہے اور
عقل جو نصف الکرامات کہلاتی ہے علم کا ایک چلتا ہوا زار ہے پس راجون کو
ضرور ہے کہ علم پڑھین اور سیاست کی حکمت سیکھین اور اوسمین امتحان دین تاکہ
بہر نوع لیاقت پیدا کرکے حکمرانی کے لیے قابل اطمینان ہوجاوین اور اس
کام مین پھر کسیکا دھوکا نہ کھاوین ۔

دوم رئیس کے بعد انتظام کی اسلوبی کا مدار عہدہ دارونکی ذی لیاقت ہونے پر
منحصر ہے یہان عہدہ دار بھی اکثر ویسے ہی بے علم اور ناتجربہ کار ہوتے ہین
اور نہ اونکو رئیسونکی جانب سے علم اور لیاقت کے امتحان کے بعد عہدہ دیجاتے ہین
بلکہ اکثر تو ایسا ہوتا ہے کہ بڑے بڑے عہدے نالایق لوگون کو صرف مہربانی سے
ملجاتے ہین اور جب تک کہ اونکی اوپر مہربانی کی نظر رہتی ہی چاہے وہ کتنا ہی
کام بگاڑتے رہین معزول نہین کیے جاتے بلکہ جیسے وہ ہوتے ہین ویسے ہی
اونکے آور دے بھی اونکے ماتحت کامون مین بھرجاتے ہین پس عجب طوفان
بے تمیزی جوش زن ہوجاتا ہے اور کوئی کسیکی نہین سنتا جو جی مین آتا ہی وہ ہی
کرتا ہی ایسے کمظرف بے لیاقت اور حمایتی عہدہ دارون سے جیسے کچھ ظالم اور ستم
رعایا پر ہوتے ہین اور ریاست کے کام بگڑتے ہین اظہر من الشمس اور اونکی
مثالین ہر ایک ریاست مین موجود ہین اور اس موقع پر اونکا ذکر کرنا شاید کسی جیو کو ناگوار ہو

چنانچہ جب ہم موجودہ انتظام کو اوس انتظام سے مقابل کرتے ہین کہ جو مسلمانونکے
آنے سے پہلے تھا اور جسکا ذکر تواریخ مین ہے تو زمین آسمان کا تفاوت پاتی ہین
مسلمانون کا تسلط جیسے یہان کی اور سب باتون کو مضر ہوا تھا ویسے انتظام کے
حق مین بھی خلل انداز تھا چنانچہ ترکون کے زمانہ مین راجپوتون پر بڑی مصیبت تھی
اونکے شہر اور مکان سب چھین گئے تھے مدتون کے افلاس مصایب اور جنگلون
و پہاڑونکی سکونت نے اونکے علم اور لیاقتون پر پانی پھیر دیا یہ جہالت اور بی تہذیبی
جو آجتک راجپوتون مین دیکھی جاتی ہے اوسی ناموافق زمانہ کا بقیہ ہے ورنہ
پہلے راجپوت قابل ہوتے تھے چند کی تصنیفات مین اکثر اونکی علمی لیاقتون کا ذکر
آیا ہے ازانجملہ ایک راول سمر سنگہ کی ہی گفتگو انتظام اور تمدن کی باب مین ایسی ہے
کہ بڑے بڑے مدبر اشخاص اوسکے اوپر صاد کرتے ہین مگر کیا کیجے کہ جب اونکو مصیبتون
نے آکر ایسا گھیرا کہ جان بچانے ہی کی لالے پڑ گئے تھے تو وہ اپنے انتظام کو کیونکر قائم
رکھہ سکتے تھے چنانچہ وہ بالکل درہم برہم ہو گیا اور اوسی حالتمین اوسکے اندر کچھہ کچھہ
باتین مسلمانی انتظام اور سیاست کی بھی داخل ہوئین پھر جب مغلون کی وقت مین
راجپوتون کی قدر ہوئی اور وہ اونکے درباروں مین رہنے لگے تو اونہون نے زمانہ شناسی
یا فی الواقع کچھہ بہتر سمجھہ کر اکثر باتون مین اونکی تقلید کی خصوص ملک داری اور حکمرانی
کے معاملات مین تو اونکے قدم پر قدم رکھا سپاہ اور امرا کے درجے اونکی طریق پر مقرر کیے
عہدہ دارونکے نام فارسی مین بدل دیے دفتر کی تحریر شاہی کاغذون کے نمونہ پر رہی
چنانچہ یہ سب باتین آجتک ہر ایک ریاست مین کچھہ نہ کچھہ پائی جاتی ہین مغلون کی بعد
مرہٹون نے اپنا جال پھیلایا اونکے برتاو اور کارروائی نے بھی راجپوتونکی خانگی امور
مین تھوڑا بہت اثر کیا بعدہ انگریزون کا عمل آیا اور لوگ اونکے طریقونپر عمل کرنے لگے
مگر انگریزونکی تقلید جسقدر فوجی معاملات مین ہوئی اوسقدر ملکی معاملات مین نہین
ہوئی پس خیال کیجے کہ چار مختلف عملداریون کے اصول راجپوتون کی تمدن مین
داخل ہوے اور وہ تبدیل ہوتے ہوتے ایسا بگڑ گیا کہ اب کسی اصول پر نہین ہے

اسیقدر ہین کہ بعض اوقات اپنے نفس نفیس پر جبر اختیار کرکے پہر چھہ گھڑی کے لیے دربار مین بیٹھہ جاتے ہین اور جو حساب کتاب اہلکار لوگ سناتے ہین سُن لیتے ہین یا کسی مقدمہ کی مثل پڑھکر حکم اخیر یا فیصلہ کے لیے جیسا کچھہ پڑہا دیتے ہین ویسا ہی وہ بھی فرمانے لگتے ہین کہ اس مقدمہ مین ایسا کردو اور پھر اون کاغذون پر حسب درخواست اونکے قلم اوٹھاکر کچھہ لکیرین کردیتے ہین جنکو سری یا دستخط کہتے ہین اگر کسی رئیس نے بہت ہی بہت تصرف کیا تو یہ کیا کہ خاص خاص اور بڑے بڑے کام اپنی منظوری پر منحصر رکھکر جزویات کو اپنی تندہی کے لایق نہ سمجھکر اہلکارونکی راے پر چھوڑ دیا جنمین بے ضابطگی اور اتری واقع ہوتے ہوتے امور کلان مین اثر کرگئی۔

آجکل بعض ریاستون مین سرکار کی تقلید پر کونسل اور پنچایت مین بھی ریاست کی کارروائی ہونے لگی ہے مگر وہ بھی جبتک خود رئیس متوجہ ہوکر شب و روز اونکے حالات اور کارروائیون کا نگران نہو تب تک اوسکو خاطرخواہ انتظام کا فائدہ نہین ہوسکتا بلکہ متعدد حاکمون کے ہوتے ہین اور زیادہ تر خرابی ہے چنانچہ جیپور کے لوگ وہان رواہل کونسل کے مقرر ہونیکے بعد سے کہنے لگے ہین کہ پہلے تو ایک ہی بُری گار کودئی سے کام ہوتا تھا اور اب آٹھہ بُری گار دن کو دیتے ہین اور جب بھی پورا نہین پڑتا۔

یہ سنکر چند راجون نے فرمایا اچھا صاحب ہم بُرے ہم غافل ہمارا انتظام بُرا ہماری کارروائی بُری جو کچھہ تمنے کہا وہ سب سہی مگر یہ بھی تو کہو کہ تمھاری دانست مین ہماری ریاستون کا انتظام کونسے طریقون سے ایسا ہوسکتا ہی کہ جو ہمارے اور ہماری رعایا کی حق مین بھی مفید ہو اور سرکار انگریزی بھی پسند کرے۔

مین نے کہا کہ ریاستون کا انتظام بیشک اصلاح کے قابل ہی کیونکہ وہ طرحطرح کی تبدیلیون کے واقع ہونے سے بگڑ گیا ہے اوسکے اصول اپنے مرکز پر نہین رہے اوسکی بنیاد سست ہوگئی ہے اور مختلف ملکون کے طریقے اوسمین ملگئے ہین

نائب کے دشمن متصور ہوکر جان و مال سے جاتے ہین۔
دوسری وجہ رئیسونکی بے علمی اور غفلت ہے کہ شب و روز بیفائدہ کامون مین مشغول رہتے ہین اور جو فی زمانہ گھوشیار رئیس کہلائے جاتے ہین وہ صرف

۴۔ ایک بڑا کام یہ کیا کہ مندر وغیرہ کی مرمت کی ممانعت جو پچاس برس سے چلی آتی تھی اور اوسکی وجہ سے ہندو لوگ ستاکی تھے وہ موقوف کرکے پنڈتون کو از سر نو اس امر کی اجازت دی جس سے تمام ہندو رعایا مشکور ہوئی اور حکام انگریز نے بھی اوسکو پسند کیا۔

رفاہ عام امور کی تفصیل

۱۔ مسافرون کی آرام کی لیے ٹونک سے جیپور کی سرحد تک سڑک کی تیاری اور پلونکی تعمیرات کا کام جاری کیا
۲۔ عمدہ عمدہ نئی کتابین مہیا کرنے تصنیف اور تالیف کو ترقی بخشی اور چند کتابین چھپوا کر شایقین علم کو مفت تقسیم کین
۳۔ ہر رشتہ تعلیم کو وسعت دی۔
۴۔ قصبہ چھبڑہ مین سڑک پر دو رویہ درخت نصب کرائے اور بازارین رات کو روشنی ہونیکا انتظام دو رویہ لالٹینونکی لگا دینے سے کیا جو ابتک سوای جیپور کی راجپوتانہ کی کسی شہر مین نہین ہوا تھا فقط اہل دانش ان باتون سے خیال کر سکتے ہین کہ ایک چھوٹی سی ریاست مین اتنی قلیل مدت کے اندر اس سے زیادہ اور کیا ترقی ہر قسم کی امور مین ہوسکتی ہے اور علاوہ اسکے سنا جاتا ہے کہ صاحبزادہ ممدوح بہت خلیق اور بلا تعصب آدمی ہین اور ہندو مسلمان سے یکسان برتاو رکھتے ہین یہ بھی خبر ہے کہ عنقریب اونکو سرکار کی جانب سے کوئی پولیٹکل کام ملنے والا ہے کیا خوب ہو کہ جو سرکار اس قسم کی ہندوستانی اشخاص کو کہ جنکی عقل اور لیاقت کا بخوبی تجربہ اور امتحان ہوچکا ہو بیکار نہ رہنے دے بلکہ ہماری تو یہ رائے ہے کہ جن جن ریاستون مین آدمیون کا ٹوٹا ہے وہانکے نظم و نسق کے لیے ایسے ایسے شخصون کو مامور کرے تاکہ رئیس اور رعایا دونو کو فائدہ ہو۔ فقط

+ سالم سنگھ نے بڑے بڑے ظلم کیے راول کے اکثر رشتہ دارونکو قتل کیا جو موت سے بچے وہ ملک سے بھاگ گئے شہر جیسلمیر اوسکی بیرحمی سے ویران ہوگیا اور تجارت بالکل بند ہوگئی تھی۔

ہوجاتے ہین اگر کوئی سرکشی کرے تو سزا پاوے اور جو رئیس سے اوسکی بیضابطہ شکایت کرے تو وہان کسکو دماغ اور عیش وعشرت سے کسکو فرصت کہ اون باتون کو سمجھے اور باز پرس کرکے تدارک کرے جس سے نائب کو تنبیہ ہوجاے اور وہ آیندہ خود پسند ایسی حکومت نکرے ایسے شخصو پر دو چند خرابی آتی ہی اور وہ

۲ ۔ حکام انگریز کو بحسن انتظام خوش کرکے صدر تک ریاست کو نیکنام کردی چنانچہ نواب گورنر جنرل ویسرای کشور ہند نے باجلاس کونسل صرف دو سال کی رپورٹ دیکھکر اپنی خوشنودی بابت انتظام ریاست کے ظاہر فرمائی اور سکرٹری گورنمنٹ انڈیا نے اوسکا ذکر صاحب رزیڈنٹ راجپوتانہ کو اپنی چٹھی مورخہ ۱۰ اپریل ۱۸۷۳ع نمبری ۴۰۸ کی فقرۂ چہارم مین لکھا اور صاحب ممدوح نے بذریعہ صاحب اجنٹ کے نواب صاحب کو مطلع کیا اور نواب صاحب نے اس خوشی مین دربار کرکے کئی ہزار روپیہ نذر کا اپنے اہل خاندان اور ملازمان سے حاصل کرلیا ۔

۳ ۔ علاقہ اندور کے ایک پرگنہ مین قدیم سے ٹونک کا ناکہ دار رہکر حاصل لیا کرتا تھا اوسکو چند عرصہ سے اندور والون نے بیدخل کردیا تھا اوسکے لیے اونھون نے سرکار مین اسقدر کوشش کی کہ پھر اوسی جگہ ناکہ دار بٹھایا گیا اور اندور والونکی کچھ پیش نہین چلی ۔

۴ ۔ ریاست کی آمدنی مین بھی پچیس ہزار روپیہ سالانہ کی توفیر ہوتی اور اگر وہ نرم اور ملایم انتظام تحصیل پرگنات کا جو رعیت کے رعایت کے ساتھہ کیا گیا تھا برقرار رہتا تو کچھ عرصہ کے بعد خاطر خواہ اضافہ کی امید تھی لیکن رئیس نے تو اونکے مستعفی ہوتے ہی فوراً اوسی بندوبست کو توڑ دیا ۔

امور مفید رعایا کی تفصیل

اول ۔ سنواتی بقایا کے بارسے نادار اسامیون کو سبکدوش کردیا جس سے وہ مطمین ہوکر اپنے کام مین مشغول ہوے ۔

۲ ۔ عہدہ داران تحصیل کو ناجائز حقوق لینے سے ممانعت کرکے زمیندارونکو امن مین کردیا ۔

۳ ۔ ہر سال دورہ کرکے رعیت کی خبر لی اور شکایتون کی داد رسی فرمائی ۔

راجپوتانہ مین نائب کو اسقدر اختیارات ملجانے کے چند وجوہ ہین از انجملہ ایک یہ ہے کہ جسکو کسی ریاست کی نیابت ملتی ہے اوسکو اوسکے ساتھ ہی جزوکل کارپردازی کا اختیار ملجاتا ہے اور اوسکا حکم رعیت سپاہ اور رئیس کی عزیز و اقربا اور عمائد پر مثل قضا چلنے لگتا ہے پس سب لوگ بالضرورت اوسکے مطیع

عہد سرکار سے پوشیدہ نہین رکھتے تھے جسکا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ سرکار کو ریاست کی بہبودی اور سرسبزی کا بخوبی خیال رہتا تھا اور امور متعلقہ ریاستہای غیر مین جو قابل مداخلت سرکار ہوتے تھے جلد بندوبست ہوجاتا تھا چونکہ ہمکو اپنے اس ہمعصر صاحب تدبیر اور نیکنام رئیس زادہ کی علمی لیاقت اور عمدہ کارگذاریون کی کامل اطلاع ہی اسواسطے کسیقدر تفصیل اونکی انتظام کے فوائد کی جو صرف چار ہی برس مین ریاست ٹونک کو حاصل ہوی ہین راجپوتانہ کے عہدہ دارون اور اہلکارونکی توجہ اور استفاضہ کے لیے رپورٹونسے منتخب کرکے ذیل مین لکھتے ہین ۔

تفصیل اون ترقیات کی جو صیغہ مال ریاست ٹونک مین ہوئین

گاؤن نئے آباد ہوئے ۲۲ ۔ تالاب نئے تیار ہوئے ۱۰ ۔ کوئی نئے بنے ۵۳۹
ہل نئے کھڑی ہوئے ۴۷۲ ۔ بنجر زمین آباد ہوئی ۶۵۳۹ بیگہہ ۔ نئی اسامیان غیر علاقون سے آکر آباد ہوئین ۳۸۷۴

تفصیل اون جدید کارروائیون کی جو صیغہ عدالت مین ہوئین

۱ ۔ اہل خاندان کو مقدمات مین بطور خود ناجائز مداخلت سے باز رکھا ۔
۲ ۔ ہر سررشتہ کے حاکمون کو اور اہلکارون کو اونکی حد سے تجاوز نہ کرنے دینے کی واسطے قوانین جدید تیار اور نافذ کیے ۔

امور مفید ریاست کی تفصیل

۱ ۔ چار برس کے عرصہ مین تین پشت کا قرضہ قریب بارہ لاکھ روپیہ کے باوجود اصراف غیر معمولی اور بحال رکھنے مصارف معمولی اور واقع ہونے طرح طرح کے خسارہ اور آفات ارضی وسماوی کے جو پیداوار کو مضر ہوے تھے ادا کیا ۔

اس حکایت سے حضار انجمن خوب ہنسے مین نے کہا ہنسنے کی بات نہین ہے راجپوتانہ مین ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے اور رئیس لوگ جو بزرگ زادگی کی زعم سی بذات خود کام کرنا عار سمجھتے ہین اپنے عہدہ دارونکے مغلوب رہتے ہین راجپوتانہ کے کامدارونکو مالکانہ اختیارات قدیم سے ملتے آئے ہین مگر جب کبھی کوئی بیدار مغز اور جزورس رئیس ہوا تو کامدار نے اپنی حد سے زیادہ پاؤن نہ پھیلائے اور خاص خاص کام اوسکی اجازت کے بغیر نکیے اور برعکس معاملہ ہونے پر ظاہر ہے کہ وزیر بجاے بادشاہ کی ہوتا ہے اور بادشاہ مثل شاہ شطرنج اوسکے ہاتھہ مین کہ جدہر چاہا اودھر راستہ پر لگا دیا یہ ضرور ہے کہ سب کامدار یکسان نہین ہوتے بعضی خداترس خیرخواہ انتظام اور منصف بھی نکل آتے ہین مگر شاذ جیسے پنڈت شیودین مصاحب راجہ جے پور اور راجہ ظالم سنگہ مختار ریاست کوٹہ جد امجد مہاراجہ صاحب پاٹن جنکی جزورسی اور خوش انتظامی کی تعریفین تواریخ راجپوتانہ مین دفتر دفتر لکھی ہوئی ہین اور صاحبزادہ عبید اللہ خانصاحب نائب ریاست ٹونک اور کوئی کوئی اہلکار ایسے بھی ہوتے ہین کہ دغا فریب اور طمع سے اپنے ولی نعمت کا گھر ویران کرتے ہین جیساکہ جیسلمیر کے پچھلے کامدار سالم سنگہ نے کیا تھا کہ راول مولراج کے بھائی اور بیٹے بھی اوسکے پنجۂ عقوبت سے سالم نہ بچے تھے اور خود راول کو اوسنے نظربند کر رکھا تھا۔

ان دونون نامی مدبرون کی کارروائیون سے ہمکو کامل اطلاع ہے اور اوسکے ذریعہ سی ہم کہہ سکتے ہین کہ جو ترقیان اونکی انتظام اور نسق و نظم سی جیپور اور کوٹہ مین ہوئین مثل اونکی ہرگز کبھی نہین ہوئین تھین چنانچہ جے پور کی نسبت پنڈت جی کے عہد مین ۳۳ لاکھہ سے ۹۰ لاکھہ تک پہونچی تھی اور کوٹہ مین ظالم سنگہ نے پانچ لاکھہ تحصیل کو ۴۵ لاکھہ کی کردی تھی اس سے زیادہ اور کیا ہوگا اونکے خوش انتظامی کا ہوگا۔

* صاحبزادہ محمد عبید اللہ خانصاحب چند روز پیشتر ٹونک مین نائب ریاست تھے اور اب بھی رئیس کی کوتہ اندیشی اور ناقدردانی سے استعفا دیدیا ہے اونکی کارگذاریونکی رپورٹین راجپوتانہ کی پولیٹکل رپورٹونمین شامل ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی کارروائی عمدہ

اور وہان کے رئیسون کو سرکار سے ہمیشہ شکایت رہی۔

اس تقریر کا جواب مہاراجہ پاٹن نے کچھہ ندیا اور نہ وہ اوس سے ملول ہوئے۔

بعدہ ہمین نے کہا کہ جو صاحب ریاستون کے موجودہ انتظام کو پسند کرتے ہین اونکو چاہیے کہ انتظام ریاست کوٹہ کی تعریف اور تقلید کرین جسکی آمدنی ۳۰ لاکھہ روپیہ سے کم ہوتے ہوتے صرف سولہ سترہ لاکھہ کے قریب رہگئی ہے اور قرض ایک کرور روپیہ کے قریب ہوگیا ہے سپاہ کے اٹھارہ اٹھارہ چھہ چھہ مہینے تنخواہ نہین ملی ہے اور اہلکار لوگ رعایا اور غربا کو لوٹ کھسوٹ کر اپنا کام چلاتے ہین اور باقی لوگ بھوکھی بھوکے پکارتے پھرتے ہین مہاراؤجی کے عہدہ دارون اور مشیرونکو خلعت اور شاباشی دینا چاہیے جنھون نے اپنے نقصانی فوائد کے لیے امر حق اور انصاف کو پوشیدہ رکھا ہے اور جب کبھی کسی امر کی حقیقت مہاراؤجی نے اونسے دریافت کی اونھون نے بلطایف الحیل اونکو سمجھا دیا چنانچہ ۱۸۷۲ء مین کرنیل اچی برک صاحب بہادر رزیڈنٹ راجپوتانہ نے ریاست کی بدانتظامیون سے ناخوش ہوکر مہاراؤجی کو لکھا تھا کہ آپ کی ریاست قرضداری زیرباری اور گوناگون اتریون کی وجہ سے مثل اوس شکستہ تباہی زدہ کشتی کے ہورہی ہے جو گرداب کے قریب پہونچگئی ہو اگر اوسکے بچانے کی کچھہ تدبیر نکرین تو غرق آب ہوجاے اسیطرح اگر آپ اپنی ریاست کے کامون کو نہ سنبھالینگے تو وہ بالکل بگڑجائیگی کوٹہ کے عہدہ دارون نے اس خریطہ کا مضمون مہاراؤجی کو اسطرح پر سمجھا دیا کہ ابھی کرنیل صاحب جو کوٹہ مین آئے تھے تو اونکی ناملاحون کی غفلت سے بھنور مین پڑگئی تھی چونکہ انگریز لوگ بے رعایت اور زود رنج ہوتی ہین اسلیے صاحب بہادر ممدوح نے اتنی ذری سی بات کا شکوہ حضور کو لکھا ہے سو اسکا جواب یہ ہے کہ جب کبھی پھر صاحب بہادر موصوف کوٹہ کو تشریف لاوینگے تو اونکے لیے بہت عمدہ کشتی پیش کیجائیگی اور ملاحون کو تاکید کردینگے کہ اونکو بڑی احتیاط سے عبور چینبل کرادین یہ سنکر مہاراؤجی نے فرمایا بہت اچھا۔

اجازت گود لینے متبنے کی نہین دیتی تو آپ کے بعد بجالت آپ کی لاولدی کی
یہ ریاست مہاراوجی کا حق ہوتا یا نہین سرکار کو تو اونہون نے نہین دیدی تھی
دی تو ظالم سنگہ کی ہی اولاد کو تھی شرط اوسکی خواہ سرکار کی طرف سے ہوئی خواہ مہاراوجی
کی طرف سے اور اول تو اپکی وراثت جو سرکار نے بموجب تتمہ عہدنامہ ۱۸۱۸ء کے
ریاست کوٹہ مین قائم کی ناجائز ہے کیونکہ نوکر چاہے کتنی نمک حلالی کرے مگر وہ
ہرگز ایسے مستقل حق وراثت کا مستحق نہین ہوتا اگر اوسکی وجہ یہ ہی تھی کہ راجرانا
ظالم سنگہ نے اپنے حسن انتظام سے ریاست کوٹہ کو اعلے ترقیات پر پہونچا کر
ہر طرحکی آفتون سے اوس مرہٹہ گردی مین بچائی اور اوسکے صلہ مین جو ظالم سنگہ
نے ریاست مذکور کی کل مختاری کے عہدہ کو اپنی نسل مین موروثی کرا دینے کی
درخواست کی تھی تو سرکار کو اوسمین کفالت دینا نہین چاہیے تھا مہاراوجی
مختار تھے اور اگر یہ وجہ تھی کہ ظالم سنگہ نے پنڈارون پر لشکر کشی کے زمانہ مین
سرکار کو فوج اور رسد غلہ وغیرہ اور نیز اپنی تجربہ کاری اور عمدہ مشورتون سے بحیثیت
مختار کار ہونے ریاست کوٹہ کے نہایت بہتر اور مستحکم مدد دی تھی اور سرکار نے
بھی اوس سے خوش ہوکر خدمت ہای مذکورہ مین یہ صلہ عطا فرمایا کہ اونکی بموجب تتمہ مذکور
کے ریاست کوٹہ کی وراثت مین داخل کرکے آخر تیسرا حصہ اونکے پوتی کو دلوا دیا
تو اسصورت مین بھی یہ داد و دہش بیجا تھی کیونکہ یہ صلہ سرکار پر واجب تھا
نہ ریاست پر اگر کہیے کہ سرکار نے تو بجلدوے خدمات مذکورہ کے بعد استیصال
پنڈارہ چار پرگنہ دیگر یہ ارادہ کیا تھا کہ اونکا عطا بنام ظالم سنگہ لکھا جاوی مگر اونھون نے
منظور نہ کرکے ریاست مین شامل کر دیئے تو اسکا جواب یہ ہے کہ بس سرکار اپنے
فرض سے ادا ہو چکی تھی اور ظالم سنگہ اپنے فرض سے عہدہ کے وراثت کی کفالت
دینا سرکار کو کچھہ ضرور نہین تھا جس سے ریاست کوٹہ مین اسقدر خرابیان ہوئین

دیکھو اون لڑائیون کو جو اسی شرط کے اوپر فیمابین مہاراو کشور سنگہ اور ظالم سنگہ کے ہوئین
اور جنکا حال تاریخ ٹاڈ راجستان اور سیر المتقسم مین بضمن حالات ریاست کوٹہ مفصل درج ہے

البتہ ہے جو بروقت علیحدگی آپ کی ریاست کے ہوا تھا اور جسمین یہ شرط تھی کہ یہ
ملک راجرانا مدن سنگہ اور اونکی اولاد کو دیا جاتا ہے جو راجرانا ظالم سنگہ کی نسل سی
ہون مہاراجہ پاٹن نے کہا کہ ظالم سنگہ کی نسل کی قید مہاراؤجی نے کب لگائی تھی
مین نے کہا اگر مہاراؤجی نے نہین لگائی تھی تو سرکار انگریزی نے تو لگائی تھی جیساکہ
عہدنامہ ۱۰- اپریل ۱۸۱۸ء مین جو فیمابین آپ کے والد اور سرکار کی ہوا تھا
بضمن قلم دوم صاف یہ لکھا ہے کہ سرکار انگریزی مہاراؤ رام سنگہ والی کوٹہ کی
منظوری حاصل کرکے راجرانا مدن سنگہ اور اوسکے وارث اور جانشینون کو جو
حسب رواج وراثت مروجہ ملک راجستان ظالم سنگہ کی اولاد سے ہون ریاست
کوٹہ سے ایک علیحدہ ریاست مشتمل پرگنات مندرجہ فرد مشمولہ عطا کرنا اختیار
کرتی ہے-

ہمنے یہ مانا کہ راجپوتون کے قانون مین فرزند متبنے وراثت اور حقداری مین
مثل فرزند اصلی کی ہوتا ہے مگر یہان ظالم سنگہ کی اولاد کی قید لگا دینا آپ کے فرزند
متبنے کے لیے ریاست پاٹن کی وراثت کا مانع ہی مہاراجہ نے فرمایا کہ جب یہ شرط ہمسے
سرکار نے کی تھی تو اب سرکار نے ہی ہمکو متبنے کرنیکی اجازت دیکر اوسکو وراثت
اور جانشینی کے حقوق عطا فرمادیے ہین مین نے کہا سرکار نے جو شرط کی تھی تو عجب
نہین کہ اوسوقت ریاست کوٹہ سے اس بارہ مین کچھ نہ کچھ گفتگو ہوئی ہوگی کیا ہوا
اگر مہاراؤجی نے اپنے عہدنامہ مین اوسکا تذکرہ نہین کیا مگر اونکو یہ حق پہونچتا ہے
کہ جب سرکار نے اوس ریاست کی وراثت جو صرف ظالم سنگہ کی اولاد کو محدود تھی
آپ کے متبنے کو جو ظالم سنگہ کی نسل سے نہین ہی عطا فرمائی تو اوسوقت مہاراؤجی
کی منظوری حاصل کرنا ضرور تھی کیونکہ جب سے اوسنے یہ ملک ریاست کوٹہ سے
علیحدہ کرکے مہاراؤجی کی منظوری سے آپ کے والد کو بقید مندرجۂ قلم دوم عہدنامہ
مذکورۂ بالا کے دیا تھا تو ویسے ہی اوس قید کے توڑنے پر بھی مہاراؤجی کی منظوری
لینا چاہیے تھا کیونکہ اگر سرکار اوس شرط کی پابندی سے اصرار کرکے آپ کو

کی نسبت جو شکایت ہی وہ تو اب کچھ نتیجہ پیدا نہین کر سکتی مگر مہاراجہ پاٹن کو تبنیت
کی اجازت دینے مین آپ کا شکوہ البتہ واجب اور قابل التفات سرکار کے ہے
لیکن اسبارہ مین آپ کیطرف سے عذرداری اوسیوقت ہونا چاہیے تھی کہ جب پہلے سرکار نے
مہاراجہ پاٹن کو سند متبنی دی تھی یہہ چال آپ سے بہت بڑی رہگئی اور پھر جب
مہاراجہ نے بار دیگر تبنیت کے مقدمہ کو چھیڑا تو اوسوقت بھی آپ کیطرف سے
گو عذرداری ہوئی مگر اوسکی معقول پیروی نہوسکی اگر آپ اسمقدمہ مین سوال جواب
کرنے کے لیے کسی زبردست قانون دان مستعد اور صاحب تجربہ وکیل کو مقرر کرتے
تو یہہ مقدمہ طول پکڑ کر مہاراجہ کو اسقدر جلدی کی مناسب کامیاب نہونے دیتا اور شاید
کہ کامیاب نہوتے۔
یہہ سنکر مہاراجہ پاٹن نے فرمایا کہ آپ اسمقدمہ مین کیا دلیل رکھتے ہین اور کونسی
وجوہات سے سرکار کے فیصلہ کو غیر واجب ٹھہراتے ہین مین نے کہا کہ اسکی بہت سی
دلیلین ہین مگر اب اونکے اظہار کا موقع نہین رہا فرمایا کہ جب موقع تھا اوسوقت
کیون نہین مہاراوجی کی خیر خواہی کی مین نے کہا اول تو مین مہاراوجی سے کچھ تعلق نہین
رکھتا دوم اسمقدمہ کا حال مجھکو اوسوقت معلوم ہوا کہ سرکار کے حکم اخیر کی نقل
میرے پاس پہونچی اگر پہلے سے کچھ معلوم ہوتا یا مہاراوجی کی جانب سے کچھ تحریک
میری نسبت ہوتی تو ضرور مین اسمین اونکو کافی مشورہ دیتا اور اب بھی اگر وہ
ہوم گورنمنٹ مین اپیل کیا چاہین تو اوسمین گفتگو کی بہت کچھ گنجایش باقی ہے۔
مہاراجہ پاٹن نے کہا اچھا اپنے دلایل کی کچھ اصل تو بیان کرو مین نے کہا اصل
یہہ ہے کہ از روی عہدنامجات پاٹن کی وراثت آپ کے متبنی کو نہین پہونچ
سکتی اونہون نے فرمایا افسوس ہے کہ تم راجپوتون کی تواریخ اور دستورات سے
واقف ہو کر ایسا کہتے ہو کہ متبنی کو ریاست نہین پہونچ سکتی اونہون نے کہا
کہ ہماری متبنی نے کیا قصور کیا ہے اور کیا قانون راجپوت کے برخلاف ہے
مین نے کہا قانون راجپوت کے تو خلاف نہین مگر اوس عہدہ نامہ کے خلاف

معزز مصاحب کے کام لینے کا جواز رکھتے ہین۔
مہاراؤ جی نے کہا وہ منتظم ہمارا کہنا کیون مانیگا جو آپ کو سرکار کا آوردہ سمجھکر
ہمسے برابری کا دعوی رکھتا ہے اور سرکار کو ہمارا خیال نہین اگر خیال ہوتا تو کیون
ایسا کرتی مین نے کہا سرکار کو جیسا آپکا خیال ہے ویسا کسی رئیس کا نہین کیونکہ
آپکی ریاست مین ایک مدت سے بدانتظامی بڑھتی جاتی تھی اور آپ اوسکا تدارک
باوجود فہمایش اور نصائح مشفقانہ سرکار کے متوجہ ہوکر نہین کرتے تھے آخر جب یہ
نوبت پہونچی کہ آپ کی ریاست کی آمدنی گھٹتے گھٹتے صرف اٹھارہ لاکھ روپیہ
کے قریب رہگئی اور قرضہ ایک کرور کے قریب ہوگیا جسکا بندوبست آپ سے
اور اب کے عہدہ دارون سے نہوسکا تب سرکار نے یہ سمجھکر کہ اگر یہ ہی نوبت
دو چار برس اور رہیگی تو ریاست کو بالکل برباد ہوجانیگی ایک شخص کو آپ کی گھر کے
انتظام کے لیے مقرر کردیا اب اوسکے انتظام اور سرکار کی نگرانی سے جسقدر
قرضہ ادا ہوگا اوس سے آپ ہی ہلکے ہونگے اور آمدنی مین اگر پیسہ بھی بڑھیگا تو
آپ ہی کے خزانہ مین جمع ہوگا پس اسمین کیا نقصان ہوا اور کیونکر آپ نے کہا کہ
سرکار کو ہمارا خیال نہین ہے اگر خیال نہوتا تو کیون آپ کی ریاست کیطرف متوجہ
ہوتی اور کبھی بگڑنے دیتی دوسرے منتظم کے مقرر ہونے سے آپ کے حقوق اور اختیارات
راجگی مین جسکی حامی اور کفیل سرکار از روی عہدنامجات کے ہے کیا فرق پڑا
یہ سنکر راجہ صاحب چپ ہوگئے مگر مین نے پھر کہا کہ اگر آپ کے دلمین اور بھی کوئی
شک نسبت سرکار کے رہگیا ہو تو فرمائیے اور اپنے آپ کو ہرگز معزول نہ سمجھیے کہ آپ
ہرگز ہرگز معزول نہین ہین اگر اسمین کچھ احتمال ہو تو مجھکو حکام انگریز کو روبرو بھیجیے کہ
مین اوسے اسبارہ مین بخوبی گفتگو کرکے آپ کی تسلی کروادونگا مہاراؤجی نے
اسکا جواب تو نہ دیا مگر یہ فرمایا کہ سرکار نے پاٹن کے جدا کردینے مین ہمپر ظلم
کیا یا نہین اور اب والی پاٹن کو بحالت لاولدی جانشینی کے لیے متبنے کرنے
کی اجازت خلاف عہدنامہ دیکر ہماری حق تلفی کی یا نہین مین نے کہا علحدگی پاٹن

حکما کا قول ہی کہ آدمی اپنے دوست اور دشمن آپ ہی پیدا کرلیتا ہے اور پھر آپ ہی انکی
برائی اور شکایتین کرنے لگتا ہے۔

اور یہ جو کوٹہ کے مہاراؤجی فرماتے ہین کہ سرکار نے ہمارے عہدنامہ مین لکھدیا ہے
کہ ریاست کوٹہ کے اندرونی انتظامون مین کبھی مداخلت نہوگی اور اب اوسکے منشاء
کے خلاف کارروائی کرکے روسا کو معزول کرنیکی غرض سے یہ تقاضاے انتظام
ریاست مداخلت کی درخواست گذرانے پر مجبور کرتی ہے سو مہاراؤجی کی اس تقریر سے
پایا جاتا ہے کہ وہ سرکار کی اس مداخلت کو جو اوسنے ایک ہندوستانی منتظم کے
مقرر کرنے سے ریاست کوٹہ مین کی ہے خلاف عہدنامہ تصور کرتے ہین حالانکہ
یہ ہرگز خلاف عہدنامہ نہین ہے اور اسکا جواب مین اول دیچکا ہون اور یہ سمجھنا کہ
سرکار کا مقصود اس مداخلت سے روسا کو بیدخل اور معزول کرنے سے ہے محض
خام خیالی ہے کیونکہ اول تو سرکار خود مختار ریاستون مین جبتک کہ اونکا انتظام
درست رہو دخل دیتی ہی نہین ہے بلکہ ابتری کے واقع ہونے پر بھی بہت دنون تک
درگذر کرکے رئیس کو سمجھاتی رہتی ہے کہ اپنی ریاست کے انتظام سے غافل نرہے
مگر جب دیکھتی ہے کہ کوئی اوسکی فہمایش نہین مانتا اور ابتری ریاست کی رفتہ رفتہ
کمال کو پہونچگئی تب ناچار مصالحہ ملکی اور فوائد عامہ کی نظر سے اوس ریاست کی
صرف نگرانی اپنے ذمہ لیلیتی ہے تاکہ ابتری کا انسداد ہوکر آیندہ کے لیے خاطرخواہ
بندوبست ہوجاے اور یہ کبھی نہوا کہ سرکار نے اس قسم کی نگرانی مین اپنے آئین قانون
اور رسم ورواج کو اوس ملک کے اندر داخل کیا ہو اور روسا کے معزول کرنیکی شکایت
بھی واجب نہین ہے کیونکہ اوسنے سواے محمد علیخانصاحب رئیس ٹونک کے ابتک کسی رئیس کو
معزول نہین کیا ہاں راجہ صاحب الور نے خود ہی ضد کرکے ایجنٹ کے اتفاق سے
کام کرنا منظور نہین کیا اور دست کش ہوکر بیٹھ گئے ورنہ سرکار سے ایسا حکم نہین ہے
اور نہ مہاراؤجی والی کو معزول اور بیدخل کیا ہے اگر وہ اپنی معمولی مجمولی سے گوشہ
اختیار کرکے بیٹھ جاوین تو یہ بات ہی دوسری ہے نہین تو وہ منتظم ریاست سی مثل اپنے

کچھ کام خدمت نہین لیتی ہے تو کیا یہ استحقاق بھی نہین رکھتی کہ حاکم اعلی ہوکر نصایح مشفقانہ نکرے یا تمھاری ظالمانہ کارروائی اور ناانصافیون کا تمسے جواب نہ پوچھے آخر اوسے بھی تو احکم الحاکمین کو جواب دینا ہے جیسے تم اپنے خود مختار جاگیرداروں مثل نیمرانہ وغیرہ پر حکمومت کا استحقاق رکھتے ہو ویسی ہی وہ تمپر بھی رکھتی ہی اگر تم ایسی کام نکرنے کہ جس سے تمھاری بدنامی ہوئی اور رعایا اور بھائی بیٹے تمسے پھر گئے تو سرکار کیون تمھاری ریاست مین اجیٹ کو مداخلت کا حکم دیتی اوسکو تمسے عداوت تھی راجہ صاحب اس حالت پر بھی تمکو سرکار کا شکر کرنا چاہیے کہ تمھاری جان بچ گئی ورنہ بھائی بیٹون کو خود تمنے بھی اور اپنے مصاحب لچے سے بھی ایسا تنگ اور ذلیل کروایا تھا کہ اگر سرکار کا خوف مانع نہوتا تو عجب نہین کہ اس گروہ مین سے کوئی غیرت دار شخص اپنی جان پر کھیلکر تمھاری خبر لے ڈالتا مین اس بات کے ثبوت کے لیے بہت سی مثالین لاسکتا ہون۔

بوندی کے راو راجہ صاحب نے فرمایا کہ یہ مجلس راجپوتون کی ہے اور گفتگو بھی انہین کی معاملات مین ہورہی ہے اگر تم اوسمین کسی غیر قوم کی تاریخ کی مثال یا دلیل لاؤ گے مسموع نہوگی مین نے کہا کہ آپنے بہت عمدہ بات فرمائی مجھے بھی پہلے سی اسکا خیال تھا اب آپ دور نہ جائیے اپنی ہی تواریخ مین دیکھیے کہ جب راؤ سرتان ولد سورجمل والی بوندی نے اپنے بھائی بیٹون کو طرح طرح سے ستایا تو اونھون نے راو مذکور کو جلاوطن کرکے سورجن جی کو اودے پور سے لاکر مسند پر بٹھایا یا نہین اونھون نے کہا ہان یہ سچ ہے اور بھائی بیٹے جس بات پر اتفاق کرکے اصرار کرتے ہین وہ ہوکر رہتی ہی ورنہ بڑا مفسدہ برپا ہوتا ہے اور سرکار کی طرف سے بھی ہر رئیس کو مسند نشینی کے وقت یہ ہی تاکید کیجاتی ہے کہ تم اپنی سپاہ رعایا اور خاندان کو خوش رکھنا جس سے تمھاری ریاست مستحکم ہوکر ترقی کو پہونچے۔

مین نے کہا کہ سپاہ خاندان اور رعایا یہ تینون جب ہی ناراض ہوتے ہین کہ رئیس انکے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے اگر راؤ راجہ صاحب اور اپنے بھائی بیٹون کی جیسٹ دشکنی نہین کرتے تو وہ کاہیکو برسرپرخاش ہوکر سرکار مین استغاثہ کرتے اور کیون یہ نوبت پہنچتی

پس اسیطرح سے دوسری ریاستون کے لیے بھی سرکاری طور کے انتظام کے فوائد
خیال کیے جا سکتے ہین اور چونکہ اکثر صاحبون نے یہ فرمایا ہے کہ صاحبان انگریز اب
عہدنامونکے خلاف کارروائی کر چلے ہین جنمین اونھون نے اپنی دیوانی اور فوجداری
انتظامون کو ریاستون مین داخل نہ کرنیکا اقرار کرلیا ہے اسلیے مین اون سب صاحبونسے
کہ جنکی ریاستون مین کئی کئی برس تک اجنٹی کا انتظام رہا ہے یہ سوال کرتا ہون کہ
اجنٹی کے زمانہ مین تمھاری ریاستونکی آمدنی سے ایک خرمہرہ بھی کبھی سرکار کے
خزانہ مین داخل ہوا ہے یا کبھی کوئی مقدمہ دیوانی فوجداری یا صیغۂ مال کا سرکار کی
کسی قانون کے رو سے فیصل ہوا ہے یا تمھاری ریاستون مین نواب گورنر جنرل بہادر
نے کبھی کوئی حکم یا قانون جدید یا کسی قسم کا سرکیولر مثل اپنی ممالک مقبوضہ کی جاری کیا ہے
اسکے جواب مین سب سے پہلے رانا جی نے فرمایا کہ نہین اور پھر جیپور کے مہاراجہ صاحب
نے بھی انکار کیا اور راجہ صاحب الور چپ ہو رہے مگر نوابصاحب ٹونک نے فرمایا
کہ ہماری ریاست مین دو برس تک اجنٹی رہی مگر کوئی حکم ایجنٹ نے خلاف ہماری
شرع اور خاندانی رواج کے جاری نہین کیا اگر ہمارے باپ کی معزولی کے بعد
سرکار انگریزی ہماری ریاست کے انتظام کے لیے اجنٹی مقرر نہ کرتی تو ہمکو بڑی مشکل
پڑتی کیونکہ اوسوقت اکثر ہمارے خاندان والے خودسری پر آمادہ ہو گئے تھے۔
بعدہ مین نے کہا کہ یہ جو الور کے راجہ صاحب فرماتے ہین کہ اگر ہم انتظام کرینگے
تو اپنے واسطے اور کرینگے تو اپنے واسطے انگریزون کو کیون اوسکی باز پرس کرنا چاہیے
کہ انکو عہد و پیمان کی رو سے یہ اختیار نہین ہے۔
اسکا جواب یہ ہے کہ پرمیشر مہاراج نے جو ہندوستان کی حکمرانی ہندوستانیون سے
چھین کر انگریزون کو دی ہے تو اسلیے دی ہے کہ وہ انصاف کرین اور رعایا کو لوٹ مار
اور ظلم کے صدمون سے امن مین رکھین کچھ اسواسطے نہین دی ہے کہ تمھاری ریاست مین
تو غربا پر طرح طرح کا ظلم ہوا کرے اور وہ عہدنامہ کی پابندی سے پوچھین بھی نہین
سبحان اللہ آپکی کیا اچھی سمجھ ہے انگریزی سرکار جو مثل اگلے بادشاہونکے آپ لوگونسے

ریاستون کی طرف سے درخواست گذرنے پر قایم ہوئی چنانچہ جیپور کی تواریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب مہاراجہ بچے تھے اور راج کے عہدہ دار اور بھائی بیٹے طمع نفسانی سے امور ملکی پر مالکانہ قابض ہونیکے واسطے باہم مجادلہ کرتے تھے اور ماجیصاحبہ کا حکم نہین مانتے تھے تو اونھون نے تنگ آکر سرکار مین ریاست کی نگرانی کی درخواست گذرانی اور وہ موقع بھی ایسا ہی تھا کہ اگر اجنٹی نہین ہوجاتی تو وہان اختیارات ریاست کو حاصل کرنے کے لیے بڑی بڑی فتنے اور فساد کھڑے ہوجاتے اور یہ ہزار سال خاندان بہت کمزور ہوجاتا کیونکہ عہدہ دار اگلے راجہ کو تو بالغ ہوجانے کے جرم مین مار ہی چکے تھے اب خود مختاری کی چاٹ سے ان راجہ صاحب کو بھی بالغ نہین ہونے دیتے وہانکے بندوبست اور نظم ونسق مین جیسی کچھ مشکلات اور دقتین اجنٹون کو پیش آئی ہین وہ کسی دوسری ریاست مین کم پیش آئی ہونگی اخر اجنٹی کا انتظام کامیابی کے ساتھ قایم ہوا اور اوس سے ریاست جے پور کو گوناگون فوایدہ پہونچے از انجملہ ایک یہ ہے کہ عہدنامہ مین اول یہ شرط درج ہوئی تھی کہ ریاست جیپور سرکار کو ۱۱ لاکھ روپیہ سالانہ خراج دیا کریگی اور جب اوسکی آمدنی چالیس لاکھ سالانہ سے بڑھ جائیگی تب تو علاوہ آٹھ لاکھ روپیہ کے توفیر کی سولہ حصہ مین سے پانچ حصہ اور بھی دینا پڑیگا اجنٹی کے زمانہ مین صاحبان ایجنٹ کی توجہ اور کوشش سے بعد منسوخی شرط مذکورہ کی چار لاکھ روپیہ سالانہ معہ چالیس لاکھ روپیہ بقایا کے معاف ہوکر صرف چار لاکھ روپیہ ہمیشہ کے لیے ریاست کے ذمہ رہگئے اگر وہ شرط منسوخ نہوتی تو آج مہاراجہ صاحب بہادر کو سوا گیارہ لاکھ روپیہ سرکار مین دینے پڑتے کیونکہ اب اونکی ریاست مین پچاس لاکھ روپیہ بیٹھتے ہین اسیطرح علاوہ اور بہت سی ترقیات کے ریاست کی آمدنی بھی اوسیوقت سے بڑھنا شروع ہوئی ہے چنانچہ ۱۸۳۳ع مین جب میجر راس اجنٹ ہوکر وہان گئے تھے تو ریاست کی کل آمدنی ساڑھے ۲۳ لاکھ روپیہ کے قریب تھی اور جب ۱۸۵۱ع مین مہاراجہ صاحب کو اختیار دیا گیا تو ساڑھے ۳۲ لاکھ روپیہ تحصیل ہونے لگے تھے ۔

اظہار خود ملکہ معظمہ دام ملکہا نے اپنے فرمان مین بخوبی فرمایا ہے اور ایک خاص دلیل
ملکہ مہارانی کی توجہات خسروانہ کی یہ ہے کہ جو متبنے کرنیکا اختیار کمپنی نے اپنے عہد
حکومت مین راجاؤن سے چھین لیا تھا اور جسکی وجہ سے ناگپور اور جھانسی کی
ریاستین ضبط ہوگئین تھین وہ جناب ممدوحہ نے بحال کرکے آپ صاحبون کو
استحقاق تبنیت کی سندین عطا فرمائین جو باعث استحکام و استدام ریاستہاے
اودے پور بیکانیر اور جھالاواڑ کی متبنے کے ذریعہ سے ہوئین اور آیندہ بھی ہر ریاست
کے لیے بروقت ضرورت تبنیت کا کوئی مانع نہین ہے۔
اور یہ جو کسی رئیس کے نابالغ اولاد چھوڑمرنے پر سرکار اوسکی ریاست کا انتظام بطور
کورٹ آف وارڈس یا پنجاب کے اجنٹ کی نگرانی سے کراتی ہی یا کسی غافل اور
عیاش رئیس کے امور ملکی سے بالکل بی خبر رہنے اور حکام سرکار کی مشفقانہ نصایح
اور بیغرضانہ صوابدید کے قبول نہ کرنے سے دق ہوکر کسی ایک شخص کو اوسی
ریاست کے عمایدسے یا اجنٹ کوئی انتظام ریاست کے لیے مقرر اور مامور
کردیتی ہے تو اسمین کیا بُرائی ہے اور کون ایسی صورت مضمر ہے جو تمھاری آزادی
خودمختاری یا شرایط عہد و پیمان مین خلل انداز ہوتی ہے یا اوس سے تمھارے
ملک و مال کا کچھ نقصان ہوتا ہے بلکہ اگر منصفی کرو تو ہر صورت سے فائدہ ہی ہے
دیکھو اودے پور مین راجہ صاحب کے مرنے پر جو پانچ برس کی قریب اجنٹی رہی تو وہانکا
انتظام کیسا درست ہوگیا تھا اور جب یہ راو راجہ صاحب بالغ ہوئے اور اجنٹی
برخاست ہوئی تو چودہ پندرہ لاکھ روپیہ جو ایجنٹ نے خزانہ مین جمع کیا تھا وہ سب
انکو ملا اسیطرح جیپور بھرت پور اودے پور اور ٹونک وغیرہ کے رئیسون کے
ہوش سنبھالنے تک اجنٹی کا اختیار رہا ہے پھر کوئی کہہ تو دے کہ اوس سے رعایا
یا رئیس کی نسبت کچھ ضرر پہونچا یا کوئی بیجا مداخلت ایسی ہوئی کہ جو عوام الناس کے
اس بیجا اور جاہلانہ واویلا کی مد ہوسکے اور یہ تجویز بھی سرکار نے جب جاری کی تھی
کہ کسیکی طرف سے اوسکے ہونے مین انکار اور ناراضگی نہین پائی بلکہ اسکی بنا صرف

خوش اور رضامند ہوکر عنایات شاہانہ سے ہمکو مفتخر فرماوے ان سب بھائیونکو
ایک جلسہ مین جمع کرنے سے میری صرف یہ ہی غرض تھی اور مین اپنا مافی الضمیر
جو سراسر مصالح ملکی اور فواید کلی پر مبنی ہے اون لوگون کو بخوبی سمجھا بھی چکا ہون
مگر اونکی مختلف تقریرون سے پایا گیا ہے کہ اونکو میری رای سے دلی اتفاق نہین ہے
کیونکہ بعض بعض حضرات تو بوجہ مداخلت الور اور کوٹہ کے سرکار کی جانب سے
بداعتقاد ہوگئی اور کوئی کوئی صاحب موجودہ انتظام کو ہی پسند کرتے ہین اور اکثر
احباب نے سرکاری پولیٹیکل کارروائی اور ریاستون کے معاملات مین زیادہ
مداخلت کرنیکی بابت بہت کچھ نکتہ چینیان کی ہین اور ان سب تقریرون کو شاید کہ
تمنے بھی پردہ کے پیچھے سے سنی ہونگی اب سب باتونکے جواب دینے اور امور
مرقوم الصدر کے فیصل کرنے مین تمھاری راے کیا تقاضا کرتی ہے ۔
مین نے کہا کہ ہان مین نے اون سب تقریرون کو کان لگاکر سنی ہین اور مین
سرکار دولتمدار کے عہد و پیمان پر اعتبار کرکے کہتا ہون کہ جیسے سرکار نے بروقت
انعقاد عہد و پیمان کے آپ صاحبونکی ریاستونکو آزادی اور خود مختاری کی حالتمین
رکھنا تسلیم کرلیا ہے ویسی ہی آیندہ اور اب بھی رکھا چاہتی ہی سرکاری دفتر اور
تحریر اور رپورٹون مین جب کبھی آپ صاحبونکی ریاست کا ذکر آتا ہے تو ہمیشہ
اوسکے ساتھ آزاد اور خود مختار کا لفظ ملحق کردیا جاتا ہے تاکہ آپکی ریاستون کا اون
سب ریاستون سے تمیز رہے جو سرکار کی ممالک مقبوضہ مین واقع ہین اور جنکی
مالکون کو خود مختاری اور دیوانی فوجداری کے اختیارات حاصل نہین مثل
ریاستہاے بنارس و برودا ن وگیا وغیرہ ۔
قطع نظر اسکے جیسے غدر ہوا ہی اور آپ صاحبون نے سرکار کے ساتھ رفاقت کی ہی
اور ہندوستان باغیون کے استیصال کے بعد ملکہ معظمہ کے تحت مین آیا ہی
اوسوقت سے گورنمنٹ انگلشیہ کو تمھاری قدیم خاندانون اور ریاستون کو ہمیشہ
کے لیے قائم اور برقرار رکھنا زیادہ تر پیش نہاد خاطر ہوگیا ہے چنانچہ اس امر کا

مسائل اور منصور وغیرہ صوفیون کے تذکرون کو دل لگاکر سنا اور پسند کیا۔
غرضکہ بعد استماع انگریزی اور مذہبی قوانین کے خلاصون کی رانا جی اور مہاراو
راجہ صاحب بوندی نے فرمایا کہ ہم تمھاری لیاقت علمی اور کاردانی سی خوش ہوکر
اطمینان کرتے ہین کہ ہمنے جس کام لیئے تمکو بلایا ہے تم اوسمین بخوبی گفتگو
کرسکوگے نواب صاحب ٹونک نے فرمایا گفتگو کرنا کیسا اگر انسے کسی امر مین
مدد طلب کیجائیگی تو اپنی علمی اور دماغی قوت سے عمدہ طور پر اوسمین مدد دیسکینگے
مین نے اس کریمانہ عنایت فرمائی کا شکریہ ادا کرکے عرض کی کہ مین یہ تو نہین
کہہ سکتا کہ ہر مشورہ مین عمدہ ہی رای دونگا یا ہر کام مین پیش لیجاؤنگا مگر یہ ضرور ہی
کہ جس امر مین مجھسے پوچھا جائیگا مین اپنی استعداد اور لیاقت کے بموجب
جو مشورہ مناسب اور مفید ایسی عظیم الشان انجمن کی نتایج کے موافق ہوگا
اور جسمین آپ سب صاحبون کی بہتری اور ناموری معہ فواید عامہ کے
متصور ہوگی گذارش کرونگا۔
یہ سنکر رانا صاحب نے فرمایا کہ میری دانست مین راجپوتانہ کا انتظام دن بدن
بگڑتا جاتا ہے حتے کہ بعض بعض ریاستونکی ابتری اور بدانتظامیونکی شکایت
گورنمنٹ تک پہونچی اور گورنمنٹ کو اونکی حالت پر افسوس ہے اور انگریزی
اخبار نویس راجپوتون کو انتظام ملکی اور سیاست مدنی سے بالکل بے بہرہ
ٹھہراتے ہین مین جانتا ہون کہ اس غفلت اور عدم تندہی کا نتیجہ جو آجکل میرے
بہت سی بھائیونسے ظہور مین آرہی ہی ایکدن ایسا برا اثر پیدا کریگا کہ سرکار کو ہم مین سی کسی ایک پر
بھی اعتبار نہیگا اور آخر یہ ہوگا کہ سرکار کی حکم سے اور اور کوٹہ کا سا انتظام سب ریاستونمین جاری
ہوجائیگا اور کل رئیس مونہہ دیکھتے رہجائینگے اسلیئے مین چاہتا ہون کہ ہم سب متفق ہوکر
ریاستونکے انتظام کے واسطے چند ایسے اصول مقرر کرلین کہ جنسے کل راجپوتانہ کا
انتظام ایک نمونہ پر بہت آسانی اور شتابی کے ساتھ ہوجاوے اور اوسکے
ذریعہ سے سرکار دولتمدار جو ہماری شکایتین سنتے سنتے تھک گئی ہے ہمسے

کمشنر کہتے ہین کلکٹر کے تعلق تحصیل خزانہ اور مقدمات متعلقہ زمینداری اور مال کے انفصال کا اختیار ہے اور کمشنر دیوانی فوجداری کا کام کرتا ہی اسیطرح اونکے قانون بھی جُدا جُدا ہوتے ہین۔

بعد تقریر اس مختصر احوال متعلقہ سرکاری حکومت کے قوانین مال سی ہدایت نامہ مالگذاری اور قوانین دیوانی سے ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۶۹ء اور قوانین فوجداری و پولیس سے ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۱ء اور ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء کا کچھ کچھ خلاصہ اپنی یادداشت کے بموجب پڑھکر سُنایا جسکو سنکر حضار مجلس نے بالاتفاق صاحبان انگریز کی حزدرسی معاملہ فہمی اور جودت طبع کی بہت تعریف جنمین سے بعض نے ایکٹ ۴۵ یعنی مجموعہ تعزیرات ہند کے ازالہ حیثیت عرفی کے دفعات اور اوسکی مستثنیات کو مکرر سنا اور اون مین بڑی غور کی جسکا سبب اوسوقت میرے خیال مین یہ آیا کہ آجکل جو اکثر اخبار نویس بدانتظامی کی خبرونمین راجپوتانہ کی رئیسون کی بُرائی چھاپ دیا کرتے ہین اور بعض اوقات یہ بُرائی صرف عداوت کی نظر سے جو بعض اخبار نویس کو کسی رئیس کی جانب سے بوجہ عدم پذیرائی پرچۂ اخبار کے ہوجاتی ہے بے بنیاد خبرونکے ساتھ لکھی جاتی ہے اس باعث سے شاید یہ لوگ ازالہ حیثیت عرفی کے دفعات پر غور کرتے ہونگے کہ ہم اون صورتون مین اخبار والون پر نالش کرسکتے ہین یا نہین۔

چونکہ نواب صاحب ٹونک اوس مجمع مین اہل اسلام اور سنّی مسلمان تھے اسلیے مین نے بعد تبیین خلاصہ ہاے قوانین انگریزی کے شرع محمدی کے اصول بیان کیے اگر نواب صاحب مثل راجپوتون کے اپنے علم فقہ کو متوجہ ہوکر سنتے تو مین اور بھی زیادہ تر اوسکا بیان کرتا لیکن پھر بھی راجپوت سردار و خوش ہونے سے مجھکو شرع محمدی کے اصول بیان کرنے کا صلہ ملگیا جنھون نے توجید زکات اور تقسیم ترکہ و حقوق صلۂ رحمی کے مسائل کو بہت پسند کیا اور مہاراجہ صاحب بوندی نے مسلمانون کے علم تصوف کی فرمایش کرکے اوسکے

ملک عیراون چند اضلاع سے مراد ہی کہ جو سمندر کے کنارو پر فرانسیس پرتگیز
اور اہل ڈچ کے عمل مین ہین اونمین حکم اور احکام اور قانون اونہین سلطنتون
کے مروج ہین جیسے وہ علاقہ رکھتے ہین سرکار کو بجز تجارت کے اونمین اور
کسی قسم کا حق حاصل نہین ہے۔

ملک مقبوض ہندوستان کے اوس بڑی حصے سی مراد ہی جسمین سرکار
انگریز کا خالصہ ہے اور اوسکے صوبہ جات مین بڑی بڑی حکام انگریز مثل
نواب لفٹنٹ گورنر بنگال اور نواب لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی اور شمالی
اور نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب اور نواب گورنر بمبئی اور نواب گورنر مدراس
اور چیف کمشنر ناگپور اور چیف کمشنر میسور اور چیف کمشنر اودہ اور چیف کمشنر
سندھ بموجب قوانین مجاریہ سرکار مذکور کی حکومت کرتی ہین ان سب حاکمون اور کل رزیڈنٹون کا حاکم اعلا
جو گورنر جنرل کے معزز لقب سے نامی ہے معہ اپنی کونسل کے کلکتہ مین رہتا ہے
اوسکو شاہنشاہ لندن کی طرف سے ہندوستان کی ملکی اور جنگی حکومت کا
پورا اختیار ہے یہانتک کہ کسی چھوٹے سے ضلع مین بھی بغیر اوسکی منظوری کے
کسی قسم کا نیا قانون یا کوئی جدید حکم جاری نہین ہوسکتا اور باوجود اس عروج
واقتدار کے وہ بھی سرکاری قوانین اور احکام مجاریہ کا ایسا پابند ہوتا ہے
کہ کوئی کام خلاف آئین نہین کرسکتا سرکار انگلشیہ یہان تک منصف اور
رحم دل ہے کہ اوسنے اپنی رعایا کو کامل آزادی دے رکھی ہی اور اگر کبھی کوئی امر
خلاف دستور سرکار کے کسی حصہ کے حاکم اعلے چیف کمشنر سے لیکر خود نواب
گورنر جنرل تک صادر ہوجاوے تو رعایا اوسپر اعتراض کرسکتی ہی آپ کی ریاستون
کا سا دستور نہین ہے کہ راجہ نے جو چاہا سو کیا اوسمین چاہے کسیکا برا ہو یا بھلا
رعیت مین سے کسیکو چون وچرا کرنیکا اختیار نہین اگر کوئی جھوٹ کو بھی
کہدے کہ فلان شخص راج کے حکم کو بُرا کہتا ہے تو فوراً اوسکی خبر لے ڈالتے ہین
سرکاری ہر ضلع مین دو حاکم اعلے رہتے ہین جنکو صاحب کلکٹر اور صاحب

وسیاست وانفصال مقدمات علاقہ فوج وضبط قواعد رخصت وکوچ وسفر
وغیرہ اور تیاری سامان میگزین وتوپ خانہ انواع انواع ہنر وحکمت سے
جو ہنگام مقابلہ دشمن کے کام آوین اور دوسرے کاروبار جنگی سے معمور ومشحون
ہین جنسے عام لوگون کو بہت کم کام پڑتا ہے مگر سول یعنی ملکی کام کے دو حصہ
ہین ایک حصہ رینو کہلاتا ہے جسکو کلکٹری بھی کہتے ہین یعنی مال کا کام دوسرا
حصہ جو دیوانی فوجداری سے مرکب ہے بنام جوڈیشل نامزد ہے۔
اب واضح ہو کہ کل ہندوستان جو آجکل ملکہ مہارانی کوئین وکٹوریا کی زیر حکم ہے
باعتبار حکومتون کے چار تفریق پر منقسم ہے جنکے نام یہ ہین اول ملک مقبوض
دوم ملک محفوظ سوم ملک خود مختار چہارم ملک غیر ملک مقبوض کا حال جسکی
آمدنی خالصاً سرکار کا حق ہے آیندہ بیان کیا جائیگا ملک محفوظ حیدرآباد وسط
ہند اور اپ صاحبو ملی ریاستون سے مراد ہے جسکی حفاظت بموجب عہدنامجات کی
سرکار کی ذمہ ہی سرکار ان سب ریاستون سی علی قدر حیثیت کسی کسیقدر خراج اور فوج خرچ
لیتی ہی اور اوسکے ایجنٹ واسطے خبرگیری بعض امور متعلقہ کفالت اور انفصال تنازعات
سرحدی وانسداد تاخت وتاراج دشمنان بیرونی وسراغ رسانی رہزنان وغارتگران سکنای علاقہ
غیر وغیرہ کی ہر ریاست مین رہتی ہین باایںہمہ اونکو ریاست کی اندرونی معاملات اور خانگی
امور مین دست اندازی کا اختیار نہین ہوتا اس قسم کی کئی کئی ایجنٹیون پر ایک افسر اعلی ہوتا ہی جسکو
رزیڈنٹ کہتے ہین جیسے ریاستہاے راجپوتانہ کا رزیڈنٹ کوہ آبو پر اور ریاستہای
سنٹرل انڈیا کا رزیڈنٹ اندور مین اور ریاستہاے گجرات کا رزیڈنٹ بروڈہ مین
اور ریاستہاے دکن کا رزیڈنٹ حیدرآباد مین اور ریاستہای شرقی کا سمبھل پور مین
اور ریاست جمون وکشمیر کا کشمیر مین رہتا ہے۔
ملک خود مختار وہ ہے کہ جو نہ سرکار کو خراج دیتا ہے اور نہ فوج خرچ جیسے نیپال کا
راج اور بھوٹان کی ریاستین ہرچند کہ وہان بھی سرکاری رزیڈنٹ اور ایجنٹ
رہتے ہین مگر اونمین اور مرقومۂ بالا رزیڈنٹونمین بڑا فرق ہے۔

آپ جو جو سوال کرینگے اونکے کافی اور مختصر جواب عرض کرون گا اونھون نے فرمایا کہ بوجہ قلیل ہونے فرصت کے ہمکو سوال وجواب مین مصروف ہوکر بات بڑھانے کی تو فرصت ہی نہین تم ہی بطور خود کچھ کچھ خلاصہ ہر ایک کا مثل تاریخی تذکرہ کے بیان کرو تاکہ ہماری تسلی ہوجاے۔

یہ سنکر مین کھڑا ہوا اور مین نے امل چند اشلوک منوسمرتی کی جو منو مہاراج نے خداوند تعالی جلشانہ کی الوہیت مین بڑے زور شور سے کہے ہین پڑھکر سنائے جنکو سب دربار والون نے کھڑے ہوکر سنا اور بروقت ادای معنی اور دقایق اون اشلولونکے بعض بعض راجہ اور رئیس ہیبت الہی سے رونے لگے بعدہ مین نے وہ ادھیا جو راج پربند یعنی ملکی انتظام اور رعایا کی دادہی مین اپنا نظیر نہین رکھتا ہے شروع کیا اور سام دام دنڈ اور بھید کے معنی اور اونکی کارروائی کی طریق اپنے فہم ناقص کے موافق بیان کیے سب رئیس دہرم شاستر کا ادب اور منو مہاراج کے مہاباک کا ایسا پاس کرتے تھے کہ جب مین کسی مطلب کے اثبات کے لیے منوسمرتی کا اشلوک پڑھتا تھا تو وہ سب سر جھکا کر اوسکو بڑے ادب اور تعظیم کے ساتھہ سنتے تھے۔

بعد اختتام راج پربند ادھیاے کے مین نے عرض کی کہ اب انگریزی قانونون کا خلاصہ بیان کرونگا اوسکے سننے سے پہلے یہ جاننا واجب ہے کہ حکام انگریز نے ہر کام کو درستی اور آسانی کے ساتھہ کرنے اور اوسکے جزویات وکلیات پر ضابطہ رہنے کے واسطے عمدہ عمدہ ضابطے مقرر کیے ہین تا اونکے ذریعہ سے تمامی ممالک مین ایک چھوٹے سے قصبہ سے لیکر دارالسلطنت تک ایک ہی نمونہ سی کارگذاری ہو اگرچہ سرکاری قلمرو مین ہر کام کی تفریق جداگانہ ہے مگر ازانجملہ دو بہت بڑی ہین ایک ملیٹری یعنی صیغہ جنگی دوم سول یعنی ملکی کام ملیٹری کی قانون تو سوار پیادہ کی تعلیم آداب حرب اور فنون جنگ وامتحان کارفرمائی انواع اسلحہ واقسام آلات ضرب وانتظام آراستگی وردی سپاہ وحاضری وخبرگیری لین ودین وتقسیم تنخواہ

کے ساتھہ بیان ہوے کہ سب رئیسون نے متفق اللفظ ہوکر فرمایا کہ ہمنے اس ماجرے کو ایسی قرین قیاس تفصیل کی ساتھہ ابتک کبھی نہین سنا تھا۔
یہ تاریخین جو اسطرح بیان کی گئین اور جنکا حوالہ صرف بنظر اختصار قصہ یہان دیا گیا سب موافق روایات اور تحریرات قدیمی کے تھین اور جو اصلاح انکے حال کی تحقیقات سے ہوئی ہے اوسکا تذکرہ اسلیے نہ کیا کہ مبادا روسای راجپوت جو اپنی قدیمی پابندی کو بہت پسند کرتے ہین اول ہی گفتگو مین مکدر ہوکر مجھکو محفل سے نہ اوٹھا دین۔
مجھکو غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اودیپور اور بوندی کے رئیس تو اپنے اپنے خاندانون کی تاریخون سے خوب واقف تھے اور مہاراجہ جودہپور اور کشنگڈہ اودیپور کے مہاراجہ صاحب اجپوتون کے سب خاندانون کی تاریخ اور نیز مسلمانون اور انگریزونکی عام تواریخ بہت خوب جانتے تھے بوندی اور کشنگڈہ کے راجہ صاحب تاریخ دانی کے علاوہ علم سنسکرت مین ایسی دستگاہ رکھتے تھے کہ اوسمین بہت صفائی کے ساتھہ باتین کرتے تھے الور کے رئیس اردو اور فارسی مین خوب گفتگو کر سکتے تھے اور بیکانیر و شاہپورہ کے راجے طالبعلمی کی حالتمین تھے اور جیسلمیر کے راول صاحب بھی اپنی ملکی تواریخ اور سندھ و بلوچستان کے حالات مین اچھی مہارت رکھتے تھے اور دو ایک رئیس محض جاہل تھے وہ جس موقع پر اپنے اور ہمعصرون کو واہ واہ کہتے ہوے دیکھتے تھے آپ بھی واہ واہ کہنے لگتے تھے ورنہ خاموش رہتے تھے۔
بوندی کے مہاراؤ راجہ صاحب نے فرمایا کہ ہمکو جس امرمین مشورت درکار ہے اوسمین گفتگو کرنے کے لیے صرف تاریخ دانی کافی نہین بلکہ سرکاری قانون اور دہرم شاستر کی واقفیت بھی مطلوب ہے تاکہ کوئی رائے خلاف اونکی نہ دیجاے مین نے عرض کی کہ مین خدا کے فضل اور آپ سب صاحبون کے اقبال سے علم دہرم شاستر اور انگریزی قانون اور اونکے علاوہ اصول شرع محمدی سے بھی بقدر ضرورت واقف ہون

وہانسے وہ متفرق احوال جو بھاٹیون اور جاڑیجا اور کرولی والون کے جدا ہونے تک
واقع ہوا ہے بسبیل ایجاز گذارش کیا اور وہانسے جیسلمیر کے بھاٹیون اور
کرولی کے راجون کا جدا جدا احوال آجتک کہہ سنایا اگر تنسیری شاخ یعنی
جاڑیجا یعنی کچھہ کے راجہ صاحب بھی اوس جلسہ مین ہوتی تو اوسکا ماجرا بھی کہدیتا
پھر جبالاوارہ واقع گجرات کی تاریخ شروع کی ریاست ہنود کے حالات
بیان کیے جس سے راج رانا ظالم سنگہ کا نسب نامہ ملتا ہے اور ظالم سنگہ کی
دلچسپ اور حیرت خیز سوانح عمری اور اونکے آئین قانون اور انتظامونکے تذکرے
اور جزو رسی وکفایت شعاری وترقی علم فلاحت وتجارت اور زبانہ لشکر کردی کی
مدبری اور تدابیر حفاظت ریاست کوٹہ اور دیگر ریاستون کے صلاح ومشورہ مین
دخیل رہنے کے مشرح حالات سے اہالیان دربار کو ایسا متحیر اور متعجب بنایا
کہ اگر راج رانا صاحب والی پاٹن میرے بیانات کی تصدیق نہ فرماتی تو سب
رئیس مجھکو زیادہ گو اور افسانہ طراز ٹھہراتے اور ظالم سنگہ کے بعد کا احوال جسکا
ایک بڑا حصہ کوٹہ کی ریاست سے تیرہ لاکھہ روپیہ کا ملک بصیغہ حسن کارروائی
وجانفشانی ہاے ظالم سنگہ کے اونکے پوتے کو ملجانے کا ہی مع اوسکے اصلی
اسباب اور وجوہات کی حال کے راج رانا صاحب تک کہا جسکو سُن سُن کر
کوٹہ کے مہاراوجی دلمین بیمزہ ہوتے تھے۔
اب رہگیے نوابصاحب ٹونک سو اونکے خاندان کی تاریخ بھی مع کارنامہاے
شجاعت وملک گیری نواب امیر خان اور ضابطہ ہاے ملکداری ورعایاپوری
وہنرپسندی وسخاوت گستری نواب وزیر محمد خان اور تذکرہ ہاے جابرانہ
کارروائی ومردم آزاری وناشکری سرکار دولتمدار انگریزی اور دیگر اصرار ہاے
بیجا نواب محمد علیخان کے نواب صاحب بہادر حال کی مسند نشینی اور اونکی نرم
وملایم حکمرانی تک بیان کی اسمین نواب محمد علی خان کی معزولی اور اس معاملہ مین
گورنمنٹ انگلشیہ کی منصفانہ کارروائی کے حالات ایسی عمدہ صحت اور صفائی

بانسوارہ دیولیا پرتابگڈہ اور شاہپورہ کے مسلسل بیان کردیے دوسری دفعہ
مین راٹھورون کے کوائف جب سے کہ وہ سورج بنسیون سے جدا ہوکر قنوج مین
قابض ہوئے اور وہانسے مارواڑ مین آکر سمندر کے کنارہ تک پھیل گئے معہ
حالات ریاستہاے کشنگڈہ اور بیکانیر کے مفصل کہدیے تیسری دفعہ مین
کچھواہون کے حقائق اونکی جد کلان سے لیکر مہاراجہ حال تک مع اکثر اونکی
فروعات خصوص راجہ الور کے مشرح اور تفصیلوار بیان کیے جنکو سنکر
مہاراجہ صاحب جے پور نے بیان کیا کہ ایسے صاف اور روشن واقعات
ان خاندانون کے تمکو کسے معلوم ہوے عرض کی گئی کہ سرکار انگریز کی طفیل سے
پھر چوہانون کی تاریخ شروع کی کیونکہ بوندی اور کوٹہ کے راجہ جو ہاڑا کہلاتے ہین
اور سروہی کے راؤجی جو بلقب دیوڑہ ملقب ہین چوہانون کی نسل سے منشعب
ہوے ہین چونکہ مہاراؤ راجہ صاحب نے فرمایش کی تھی کہ پرتھی راج شاہنشاہ دہلی
اور ہمیر چوہان والی قلعہ رنتھنبور کے حالات بھی بیان کیجاوین اسلیے ان دونون
مشہور اور بہادر راجون کی خاندانون کے حال معہ اون خاص خاص واقعات
کے جو اوس سے متعلق ہین نیمرانہ کی ریاست کے قایم ہونے تک بیان کیا
جو اب ریاست الور مین شامل ہی اور وہان کا ٹھاکر خود کو خاص پوتا پرتھی راج کا
سمجھکر والی الور کی اطاعت نہین کرتا ہے اسکے بعد ہاڑون کی بنسا ولی اسی پال
ہاڑا قوم چوہان سے لیکر مہاراؤ راجہ صاحب بوندی تک مع مختصر کیفیت ریاست
کوٹہ کے جو سمت ۱۶۸۵ مین بوندی سے علیحدہ ہوئی ہے سُنا دی مہاراؤ راجہ صاحب
نے پوچھا کہ تمنے ہمارے چارن سورجمل سے بھی کبھی ملاقات کی تھی مین نے
کہا ملاقات تو نہین کی مگر اونکی بنائی ہوئی تاریخ بنس بھاسکر مین اکثر نکتہ چینی کی ہے
بعدہ کرولی اور جیسلمیر کے راجون کی تاریخ کی تمہید کے لیے چند رنبسی راجون کا
دفتر کھولا اوسمین جہان سے چند رنبسیونکی شاخ علیحدہ ہوئی ہے اوسکا بیان
سری کرشن جی کے انتردھیان ہونے اور دوارکا کے ڈوب جانے تک اور

انگریزون کے مکلف فرشون پر بھی جا سکتا ہے اور اوسکی عوض مین اپنی
سمبوری ٹوپی اوتارتا ہون مگر کسی نے نہ مانا ناچار مین جوتا اوتار کر اندر گیا
اور رئیسون کو گدی تکیہ لگائے ہوے بیٹھے دیکھا جنمین رانا جی کی گدی کسیقدر
بلند تھی مین نے قریب جاکر کہا جے رگھوناتھ جی کی اور سب کو جھک جھک کر
مجرا کیا ہر ایک نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ آؤ جی بھیا جی پنچولی جی ہر چند کہ
ہمارا ارادہ اس محفل مین کسی غیر کو بلوانے کا نہین تھا مگر تم قسمت کے زور سے
آگئے اور ایسے آئے کہ ہم سبکو تمھین بلوانے کی ضرورت پڑی مین نے عرض کی
کہ آپ مجھکو غیر تصور نہ فرمائین کیونکہ مین بھی مثل آپ صاحبون کی راجپوتانہ کا
ایک ترقی خواہ ہون۔
بوندی کے مہاراو راجہ جی نے فرمایا کہ جبتک ہمکو یہ یقین نہو جائیگا کہ تم ہماری
رسم اور رواج سے بخوبی واقف ہو اور سرکار انگریز کے قانونون کو خوب
جانتے ہو تب تک ہم اپنا راز تمپر افشا نکرینگے مین نے کہا بہت بہتر ہے
آپ میرا امتحان لیجئے اگر اوسمین مین آپ کے تردیک کامیاب ہو جاؤن
تو آپ اپنا مافی الضمیر بیان کیجئے ورنہ آپ کو اختیار رہے تب اونھون نے
کہا کہ سب سے اول ہمکو ہمارے خاندانونکی واقفیت مطلوب ہے مین نے
کہا کہ اگر ارشاد ہو تو راجپوتون کے عام حالات کے عرض کرنے پر اکتفا کرون
یا ہر ایک رئیس کے خاندان کا کچھہ کچھہ حال جدا جدا گوش گذار کرون اونھون
نے فرمایا ایسا کون راجپوت ہی کہ جسکو اپنی نژاد کا حال غور نہو تم تو ہم سب حاضرین
مجلس کی تواریخ اگر جانتے ہو تو مختصر بیان کرو تاکہ ہر ایک کی ضیافت طبع ہو جاے
مین نے اول سورج بنسی راجون کی تواریخ جن سے جے پور جودہ پور اور
اودے پور کے راجون کا سلسلہ ملتا ہے شروع کرکے جہانسے کہ یہ تینون خاندان
علیحدہ ہوے ہین وہان تین دفعہ قائم کین پہلے دفعہ مین اودے پور والونکے
حالات اونکے مورث اعلے سے لیکر ابتک مع مختصر مختصر احوال ریاستہاے ڈونگرپور

تشریف لے آئے اور مین یہان کی کارروائی مین مشغول ہوگیا وہ شخص ڈیوڑیکے
پیچھے کھڑا ہے اگر حکم ہو تو اس جلسہ مین بطور ثالث کے گفتگو کرنے کے لیے اوسکو
حاضر کرون وہ ظاہر مین شایستہ ذکی معاملہ فہم اور قانون دان معلوم تو ہوتا ہے
بلکہ اوسنے ماخوذ کرنیکے وقت مجھسے کہا بھی تھا کہ جو تم مجھکو اپنے راجون کی حضور مین
لیچلوگے تو سرفرازی پاؤگے۔
رانا جی نے فرمایا اچھا تم اوسکو لاؤ تو سہی اگر گفتگو کے قابل سمجھینگے تو اوس سے
گفتگو کرینگے ورنہ رخصت کردینگے وہ راجپوت میرے پاس دوڑا ہوا آیا اور کہا
چلو چلو رانا جی اور سب رئیس تمکو یاد کرتے ہین مین نے دور اندیشی کرکے کہا کہ مجھے چلنے مین
تو عذر نہین ہین خدا سے چاہتا تھا کہ کسیطرح اس عمدہ جلسہ مین پہونچون مگر راجپوت
سردارونکی تلون مزاجی اور خود پسندی کا خیال آتا ہے سو تم ایکدفعہ اور جاکر اونسے
پختگی کرآؤ تاکہ بخوبی تسلی ہوجاے اوسنے کہا بہت اچھا اور دربار مین جاکر عرض کی
کہ وہ یون کہتا ہے کہ مین نے بجز اسکے اور کوئی خطا نہین کی ہے کہ نادانستہ ادھر آگیا
اب اگر رانا جی کا مقصد مجھے بلوانے سے اس جرم کی سزادہی کا ہے جب تو روبرو
بلوانا کچھ ضرور نہین غیر حاضری مین بھی حکم دیسکتے ہین اور اگر اور کسی کام کے لیے
طلب فرماتے ہین تو مجھکو مطمئن کردیا جاے کہ میرے ساتھہ لطف اور مہربانی سے
پیش آوین کیونکہ مین اہل قلم ہون قوم سے شریف ہون یعنی کایتہ ہون اور میرے
آباواجداد رئیسون کی سرکار دربار مین معزز اور محترم رہی ہین یہ باتین سنکر رانا جی نے
فرمایا کہ تم خود جانتے ہو کہ ہم اوسکو قابل سمجھکر مشورے کے لیے بلواتے ہین اوسکو خراج
اور سزا کا خوف عبث ہے اور جو اوسنے عزت اور خاطر کرنے کے لیے اپنا نام نسب
اور اہل قلم ہونا جتلایا ہے سو درست ہے ہم مثل اہل قلم کے اوسکی تعظیم اور توقیر
کرینگے تم بہرنوع اوسکو مطمئن کرکے لے آؤ۔
وہ دوست پھر آیا اور مجھکو اوسکے ساتھہ جانا پڑا جب مین اوس سراپردہ کے
دروازہ پر پہونچا تو مجھکو تکلیف دیگئی کہ اپنا بوٹ اوتارو مین نے ہرچند کہا کہ بوٹ تو

نہوا تھا کوئی ایسا نتیجہ مرتب ہوگا جو عام راجپوتانہ کو فائدہ پہونچا سکے یہ سنکر رانا صاحب نے فرمایا کہ پھر اب کیا کرنا چاہیے اور اس موقع پر ایسا شخص کہانسے آئیگا جو بطور ثالث بالخیر ہمارے اور سرکار کے حقوق کو ملحوظ رکھکر ایسا فیصلہ کردے کہ ہماری بھائیون مین سے جن جن صاحبون کو سرکار انگریزی کی کارروائی کی نسبت بے ضابطگی کی شبہ ہو رہے ہین وہ اونکے دلون سے جاتے رہین اور جو نتیجہ اس خاص انجمن کے منعقد کرنے سے پیش نہاد خاطر ہی وہ بھی حاصل ہوجاوے۔

یہ سنکر جیپور جودھپور اور بوندی کے راجہ صاحب بڑے تعمق اور تامل کے ساتھہ سوچنے لگے کہ اب اس امر کا کیا انتظام کرین اوسوقت میرے دوست ہاڑا راجپوت نے ہاتھہ جوڑکر عرض کی کہ اگر جان کی امان پاؤن تو کچھہ عرض کرون رانا جی اور سب حضار مجلس نے اشارہ کیا کہ تجھکو عرض کرنیکی اجازت ہے مگر کوئی بیفائدہ گفتگو مت کرنا اوسنے عرض کی کہ جب مین اس ڈیرہ کو آراستہ کرکے یہ دیکھہ رہا تھا کہ اسکی آرایش اور تزئین مین کوئی دقیقہ تو باقی نہین رہگیا ہے اوسوقت مین نے سنا کہ ڈیرہ کے باہر چوبدار کسی آدمی سے تکرار کرتا ہے مین جو باہر نکلا تو ایک اجنبی شخص کو دیکھا جو بڑی شایستگی کے ساتھہ چوبدار سے گفتگو کر رہا تھا اور اوسکے بشرے سے فطانت اور کاردانی کے آثار پائے جاتے تھے دریافت کرنے سے واضح ہوا کہ کوئی مسافر آدمی ہے جو رات کے اندھیرے مین راستہ بھول کر ادھر چلا آیا ہے اوسکی تقریر کی طرز سے پایا گیا کہ وہ انگریزی عملداری کا رہنے والا ہی اور علم فارسی و ہندی کے علاوہ راجپوتونکی تواریخ خوب جانتا ہی چنانچہ اوسنے مجھسے پوچھا کہ تم کون سردار ہو جب مین نے کہا کہ ہاڑا ہون تو اوسنے قوم ہاڑا کی تاریخ اوسیوقت بڑی عمدگی سے بیان کی اور کہا کہ مین اسیطرح راجپوتون کے ہر ایک خاندان کی تاریخ جانتا ہون اور اونکے باہمی مقدمات اور معاملات مین بخوبی رائے دے سکتا ہون مین نے اسپر بھی اوسکو ماخوذ کیا اور اس ڈیرے کے پیچھے قید کرکے چاہا تھا کہ کوئی چوکیدار ملجاوے تو اوسکے ساتھہ یہان سے چالان کردون اس عرصہ مین آپ سب صاحبان

واپس لے لیا لیکن تعجب ہے کہ جب ہمایون بجلدوے امداد کے ایرانیون کو قندھار دے چکا تھا تو پھر اوسکو اونکے ظلم اور انصاف پر خیال کرنا ضرور نہ تھا"

ہمکو افسوس ہے کہ وے خوشامدی مورخ صاحبان انگریز بہادر کو یہ فہمایش نہین کرتے کہ جب آپ یہ اقرار کر چکے ہین کہ راجپوتانہ کے معاملات مین دست اندازی نہین کرینگے تو پھر آپ کو راجپوت رئیسون کے عیب وثواب ڈھونڈھنا اور اونکے ظلم وانصاف پر معترض ہوکر اونکی ریاستون مین مداخلت کرنا کیا ضرور ہے یہ تقریر اکثر رئیسون کو پسند آئی جنھون نے اوسکو سنکر گردن ہلائی اور یہ عالم ہوا کہ بجاے اتفاقی مضمون کے ہر ایک اپنی اپنی کہانی لے بیٹھا جسکے بیشتر حصے انگریزون کی بیجا مداخلت کے شکوون سے مشحون تھے جنکو سنکر مہاراناصاحب بہت تنگ ہوئے اور بوندی کے راو راجہ جی سے فرمانے لگے کہ اگر ہم یہ جانتے کہ یہان ایسی ایسی تقریرین پیش آینگی تو کسی قانون دان آزمودہ کار آدمی کو انگریزون کی طرف سے جواب دینے کے لیے بلتے آتے مہاراو راجہ جی بولے بیشک یہ بات ہمارے ذہن مین بھی نہین گذری تھی کہ اس جلسہ مین ایسی جھگڑے پیش ہونگے بلکہ یہ یقین تھا کہ جن جن مفید باتونکے لیے یہ مجلس اس حزم واحتیاط سے منعقد کی گئی ہے کہ ریاستون کے وکلا کو بھی کہ جو انگریزی قانون سے خوب واقف اور حکام انگریز کے منشاؤن کے خوب شناسا ہوتے ہین اس احوال سے اطلاع نہین دیگئی ہے وہ اول ہی گفتگو مین بالاتفاق راے سب صاحبونکے طے ہوجائیگی اگر ان مختلف خیالات اور گوناگون تقریرونکی پہلے سے اطلاع ہوتی تو ایکدو وکیلون کو بطور خفیہ منتخب کرکے اس خاص امر مین گفتگو کرنے کے لیے بلوا لیتے اور اب ان صاحبون کو سرکار انگریز کی طرف سے مطمئن کرنا بہت ضرور ہوگیا کہ جبتک انکے دلون سے شک اور شبہ دور نہونگے تب تک آپکی اس منصفانہ اور بیغرض کوشش کا اثر اونکی دلمین نہوگا اور نہ اسقدر راجون کے ایک خاص مجلس مین جمع ہونیکا جو ابتک کبھی صورت پذیر

اختیار کرین تو ہمارا انتظام بُرا نہین ہی ہم اوسیکی ذریعہ سے سرکار کو خوش کر سکتے ہین
اور یہ بات عقل سے بھی خلاف ہے کہ غیر ملکون کے قوانین جنمین ہمکو بخوبی عبور نہین ہے
اپنی ریاستون مین جاری کرین اور اپنے آزمائے ہوے پرپندون کو توڑ دین ۔
یہ سنکر ایک رئیس نے کہا کہ بھائیو ہم انگریزونکی لاکھہ تقلید کرینگے مگر اونہون نے
جو ہمارا لقب نیم شایستہ رکھا ہے وہ کبھی موقوف نکرینگے اور ہماری محنتون اور
لیاقتون کو کبھی انصاف کی نظر سے نہ دیکھینگے چنانچہ سالگذشتہ کی رپوٹ مین
کرنیل بُرگ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ باوجودیکہ ہندوستانی ریاستونکے
انتظامونکے مداح معلوم ہوتے ہین اور بیشک اونکے عہد مین ریاستون کا انتظام
اگلے وقتون کی بہ نسبت اچھا تھا لیکن رئیسون کی شان مین پھر بھی اونھون نے
یہ ہی فقرہ لکھا کہ "رئیس کو کیسے ہی ہون مگر ملک مین شایستگی فراست اور آبادی
روز افزون معلوم ہوتی ہے" اس سے پایا گیا کہ رئیس تو کچھہ لائق نہین ہین الا ہمارے
نگرانی اور بیدار مغزی سے اتنی باتین ہوئین ۔
ایکدوسرے راجہ صاحب بولے کہ ہمارا انتظام پہلے بھی بُرا نہین تھا اور اب بھی
بُرا نہین ہے اخبار والون نے ناحق اپنی طمع نفسانی سے بدنام کر رکھا ہی وہ جسقدر
نقص ہمارے انتظامون مین نکالتے ہین ہم اوس سے زیادہ تر انگریزونکی نظم و
نسق مین نکال سکتے ہین اور حکام انگریز جو ہمارے کاروبار مین مداخلت کرنی لگی ہین
وہ بیجا ہے کیونکہ جب وہ اول ہماری خود مختاری تسلیم کر چکے ہین تو پھر اونکو ہماری
بننے اور بگڑنے سے کیا کام رہا وہ اپنا خراج اور کنٹنجنٹ کے خرچ لینے سے مطلب
رکھین اور ہمارا بُرا بھلا ہم جانین انگریزونکے خوشامدی مورخ ہمایون بادشاہ پر یہ
اعتراض کرتے ہین کہ "اوسنے ایرانیون سے قندھار بلا وجہ چھین لیا حالانکہ وہ کچھہ عرصہ
پہلے اونکو معاونت کے صلہ مین دے چکا تھا اور اکبر کا وزیر ابو الفضل ہمایون کو انصاف
ستانے کے الزام سے بچانے کے لیے یون لکھتا ہے کہ جب ایرانی قندھار مین
ظلم کرنے لگے اور ہمایون کو اونکا ظلم رعایا پر پسند نہین آیا تو ناچار قندھار ایرانیون سے

سے بھی زیادہ مشاق ہے۔

ہمارے اچاریہ ہمارے شاستروں مین سب کچھ لکھہ گئے ہین اور ہماری کتابونمین سب قسم کے انتظام کی تدبیرین موجود ہین اگر ہم سب لوگ دہرم شاستر اور راج نیت کے بموجب ریاست اور سیاست کے قواعد جاری کرین تو کون منع کرسکتا ہے بلکہ اس سے ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ علم سنسکرت کو بخوبی ترقی ہوگی جسکو عقلائے انگریز بھی بدل پسند کرتے ہین۔

پاٹن کے راج رانا صاحب بولے کہ آپنے بہت خوب فرمایا مگر میری رائے مین اس قسم کا انتظام جاری ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے اور اگر جاری بھی ہوگیا ہو تو اوسکا قایم رہنا معلوم کیونکہ جب کوئی رئیس لاولد مرجائیگا یا اوسکا وارث نابالغ رہجائیگا تو اوس صورت مین سرکار کو اپنے فرایض کے موافق اوسکی ریاست کا بندوبست بطور کورٹ آف وارڈس کرنا پڑے گا اور یہ بندوبست اوسیطور پر کیا جائیگا جیساکہ انگریزونکا بندوبست ہوتا ہی اور اس بندوبست سے وہ بندوبست کہ جسکا تذکرہ ہورہا ہے بالکل شکست ہوجائیگا پھر اسطرح رفتہ رفتہ ایک زمانہ مین اوسکا اثر تک باقی نرہیگا اسصورت مین لازم ہے کہ اب جو بندوبست کیا جاوے وہ ایسا ہوگا کہ علاقہ کے کورٹ ہونے پر بھی اوسمین کچھہ خلل نہ آوے اور مدت دراز تک بحال رہے۔

سروہی کے راوجی بولے کہ ایسا انتظام تو وہ ہی ہی کہ جسکو بوندی کے مہاراو راجہ صاحب پسند نہین کرتے حالانکہ اونکا ولیعہد ہنوز بہت نابالغ ہی اور اونکی عمر کا آفتاب لب بام تک پہونچ گیا ہے میری رائے مین تو یہ آتا ہے کہ کل راجپوتانہ مین سرکار انگریز کے ضوابط اور قوانین کے نمونہ پر انتظام کا کام شروع کیا جاوے تاکہ سرکار بھی خوش ہووے اور ہمارے بعد بھی اوسمین کسی نہج کی مضرت رسان تبدیلی وقوع مین نہ آوے۔

گرشنگڈہ کے مہاراجہ بولے کہ اگر ہم سب لوگ غفلت چھوڑدین اور جانکشی وغیرہ کی

اشتہار مین لکھا تھا کہ نواب گورنر جنرل بہادر یقین کرتے ہین کہ جو تجویز نواب ٹونک کے لیے ہوئی ہے وہ راجپوتانہ مین عبرت پیدا کیے بغیر نہ رہیگی —

جے پور کے مہاراجہ صاحب نے فرمایا کہ ہماری بزرگون نے ملک داری اور انتظام ریاست کے لیے جو طریقے مقرر کیے ہین اگر اونپر بلا افراط و تفریط کے عمل کیا جاے تو حال کی سب شکایتون کے دفع کرنیکو کافی ہوسکتے ہین مگر کیا کیجیے کہ اونکی اصول اور ہین سرکار انگریز کی عملداری کے اصول اور ہین اگر ہم لوگ اپنے قدیمی دستورون کے موافق بھی بذات خود متوجہ ہوکر نظم و نسق کرین تو بھی حکام انگریز کی نظرون مین کچھ لیاقت اور اعتبار پیدا نہ کرسکین گے اس سے بہتر یہ ہے کہ اب جہانتک ہوسکے امور انتظام مین انگریزون کی تقلید کیجاے اور جو رئیس کہ ایسا کرنے لگے ہین اور گو ابتک انتظام اونکا حسب منشاے سرکار کے نہین ہوا ہے لیکن پھر بھی حکام انگریز اونکی تعریف ہی کیا کرتے ہین جیسے ہمارے ماتحت کیتری کے راجہ نے سواے چند مدرسہ شفاخانہ اور سڑکون کے بنانے اور دیوانی فوجداری کی عدالتین مقرر کرنیکے اور کوئی ایسی بات نہین کی تھی جو رعایا کے حقمین مفید ہو مگر انگریزون مین اوسکی ایسی ہوا بندھگئی تھی کہ لارڈ ایلجن صاحب گورنر جنرل ہندوستان نے اگرہ مین ہم سب رئیسون کے روبرو اوسکی تعریف کی تھی

بوندی کے مہاراو راجہ صاحب بولے غرض تو انتظام سے ہے اور وہ کسی طور پر ہو مگر جبتک ہم اپنی قدیمی مرجاد اور دھرم شاستر کے اصول پر خاطر خواہ بندوبست اور انصاف کرسکین تو کچھ ضرور نہین کہ غیرونکی تقلید کرین اور جس زبان کی روزمرہ اور محاورہ سے واقف نہون صرف چند الفاظ اوسکے مثل یس سر نو ویل وغیرہ بولنے لگین اور اپنی قدیمی اور عمدہ پوشاک کے عوض کوٹ پتلون پہنکر نئے قسم کے مسخرے بن جاوین اور میز کرسی لگاکر بیٹھنے اور چھری کانٹے سے کھانا کھانیکی عادت ڈال کر انگریزونکے دانت چڑانے لگین اگر تمام دنیا کی عمدگی اور شایستگی انگریزونکی تقلید مین ہے تب تو ایکدن مذہب کو خیرباد کہنا پڑیگا جو ہمارے نزدیک جان کندنی

کہ سرکار نے از خود فلان ریاست کے معاملات مین ہاتھہ ڈالا ان صورتون مین
سرکار کی یہ کارروائی جواب اکثر ہونے لگی ہی خلاف منشاء عہدنامہ کی ہے یا نہین
جودہپور کے مہاراج نے فرمایا کہ ہم یہ تو نہین کہہ سکتے کہ سرکار انگریز اپنے
عہد و پیمان پر قایم نہین مگر یہ خوب جانتے ہین کہ جو برتاو سرکار کا ریاستون کے ساتھہ
شروع عملداری مین تھا اب اوسمین بہت سی تبدیلیان ہوگئی ہین اور روز بروز
ہوتی جاتی ہین - دیکھو ہمارے بیکنٹھہ باشی دادامان سنگہ نے عہدنامہ پر دستخط
ہوجانے کے بعد اپنے علاقہ کے بہت سے باغی ٹھاکرون کو مار ڈالا تھا اور باقیماندون
کو بعد ضبطی جاگیر کے جلاوطن کردیا تھا اوسوقت کے انگریزی حاکمون مین سے
کسی نے بھی اس امر کی بازپرس نہین کی تھی بلکہ جب اون سردارون نے چند سال کی
آوارگی کے بعد سرکار مین حفاظت کی درخواست پیش کی تھی تو عرصہ تک سرکار نے
اوسکو منظور نہین کی اور جب اونکے اصرار اور انکسار سے ایکدوبار اونکی مقدمہ مین
دوستانہ تحریر بھیجی تو اوسکا جواب اونھون نے یہی دیا کہ سرداران باغی نے
عفو کے لایق تو قصور نہین کیے تھے مگر سرکار کی قابل الادب سفارش سے اونکی
پرورش منظور کرکے لکھا جاتا ہے کہ اگر سرداران مذکور ہمسے تقصیرات کی معافی
چاہینگے تو اونکی درخواست پر لحاظ کیا جائیگا آخر ایسا ہی ہوا اور ہمارے والد سے
بھی ایسی قسم کے کئی معاملہ ہوے مگر کوئی بڑا مواخذہ اونسے کبھی نہین ہوا اب کوئی
ذراسی بے اعتدالی کرے تو سہی سرکار سے کسقدر عتاب اوسکے اوپر ہوتا ہے —
ٹونک کے نواب صاحب نے کہا صاحبو ہمتو یہ جانتے ہین کہ جو رئیس حکام انگریز کو
اپنی حسن اطاعت اور رضاجوئی سے خوش رکھیگا اوسکی بات بنی رہیگی اور جو ذرا
بھی تمرد کریگا وہ خراب ہوگا دیکھو میرے باپ کو جو بات بات مین حکام انگریز کے
مقابلہ مین اظہار بیدماغی کیا کرتے تھے کس آسانی اور حقارت کے ساتھہ معزول
کردیا اور بنارس مین جا بیٹھایا اگر سچ پوچھو تو راجپوتانہ جب ہی سے آنکھون مین
ہلکا ہوگیا ہے اور وہ فقرہ کیا کسیکو یاد نہوگا جو سرکار نے والد موصوف کی معزولی

فائدہ اوٹھیگا۔ اب مجھکو تو جو کچھہ کہنا تھا وہ مین کہہ چکا آیندہ جو آپ سب صاحبونکی
رائے مین آئے وہ بے تامل بیان فرمائین۔
رانا جی کے چپ ہوجانے پر بوندی کے مہاراو راجہ صاحب جو اونکے قول کی جابجا تصدیق
اور اونکی رائے کی تائید کرتے جاتے تھے فرمانے لگے کہ رانا جی نے جو کچھہ فرمایا وہ ایسا ہی
کہ اگر ہم سب لوگ اتفاق کرکے اوسپر عمل کرنیکو مستعد ہوجاوین اور بذات خاص اپنی
اپنی ریاستون کے انتظام مین مصروف ہون تو ایک برس کی اندر اندر ہی وہ سب
الزام جو انتظام پسند لوگ راجپوتون پر عاید کیا کرتے ہین رد ہوجاوین اور آیندہ کو کسی
آسود کی رعایا تو فیر جمع اور ہر قسم کی ترقی کی امید نظر آنے لگے ان باتون سی صاحبان انگریز
جو ہماری ریاستون کو فلاحیت کی حالتمین دیکھنا چاہتے ہین ہمسے فقط خوش ہی نہین
ہونگے بلکہ بہت سی باتون مین ہمکو مدد بھی دینگے۔
یہ سنکر الور کے راو راجہ صاحب بول اوٹھے کہ صاحب اگر ہم انتظام کرینگے تو اپنی واسطے
اور نکرینگے تو اپنے واسطے انگریزون کو ہمارا انتظام دیکھکر خوش اور ابتری دیکھکر ناخوش
کیون ہونا چاہیے کیونکہ عہد و پیمان کی رو سے اونکو یہ اختیار نہین ہے کہ ہمسے ہماری
بدنظمی اور عدم توجہی کی باز پرس کرسکین
کوٹہ کے مہاراو جی بولے کہ راو راجہ صاحب سچ فرماتے ہین ہمسے اور سرکار سے
جو عہدنامہ ہوا ہے اوسمین صاف لکھا ہے کہ حکام انگریز کبھی ریاست کوٹہ کی
خانگی انتظامون مین مداخلت نہ کرینگے اور غالبًا ایسا ہی سب رئیسون کو لکھدیا ہے
اور پھر اب بدعہدی کیا چاہتے ہین چونکہ عقلمند ہین اور بظاہر پیمان شکنی کی
بدنامی کو گوارا کرنا پسند نہین کرتے اسلیے روسا کو معزول اور بیدخل کرنیکی غرض سے
یہ فقرہ دیتے ہین کہ تم اپنی ریاست کا انتظام کتنے دن مین کرلوگے یا تمکو اسقدر مہلت
دیجاتی ہے اگر اوسمین انتظام نہوا تو سرکار کو مداخلت کرنی پڑیگی یا کبھی کسیکو اپنی
اور سرکار کی ناراضگی کے اظہار سے گھبراہٹ مین ڈالکر اس قسم کی درخواست
گذرانے پر مجبور کرتے ہین کہ سرکار ہماری ریاست کا انتظام کرے تاکہ کوئی یہ کہہ سکے

کر سکتے اور اپنی آمدنی و خرچ کی مقدار اور فاضل و باقی کے اسباب کو بخوبی نہین
جان سکتے جیسا کا مدار کہدیتا ہے اور جس طور پر خزانچی سمجھا دیتا ہے اوسکو آمنا
وصدقنا کر لیتے ہین آرام طلبی کا یہ عالم ہی کہ ہم مین سے کسینے بھی کبھی اپنی ریاست مین
اس سرے سے اوس سرے تک دورہ نکیا ہوگا ویسی سیر اور شکار کے لیے تو
گرمیون کے چلّے مین جب کہ چیل انڈا چھوڑتی ہے جنگلون مین بہت دفعہ دوڑتے
پھرے ہونگے مگر یہ کبھی نہوا ہوگا کہ کسی درخت کے سایہ مین بیٹھکر زمینداروں
سے پوچھا ہو کہ تمھارے گانون کی کیا حالت ہے ہمارے اہلکار اور عامل
تمھارے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہین اور کیا حاصل لیتے ہین شیر اور سور کی
تلاش مین تو اپنی ملک کے اوجڑ جنگلون مین نظر دوڑا کر ادھر اودھر غور سے دیکھا ہوگا
مگر یہ کبھی نہوا ہوگا کہ اون جنگلون مین کہین سے پانی لانے کی ترکیب کر کے
بجاے گھاس پھوس کے جوار گیہون کی سرسبز کھیتون سے آنکھون کو روشن
کرین میلہ اور تماشے کی تقریب سے تو بہت مرتبہ کوچہ اور بازارون مین بن ٹھن کر نکلی ہونگے
مگر ویسے کبھی رعایا کے دکھ سکھ کی خبر لینے کو محلون کے باہر قدم نرکھا ہوگا ڈوم ڈھاڑی
رنڈی اور بھڑوون کو تو ہمیشہ روبرو بلوا بلوا کر دو دو اور چار چار پہر تک اونکا ناچ
اور مجرا دیکھا ہوگا مگر کبھی دربار عام مین بیٹھکر رعایا کی فریاد دو گھڑی بھی نہ سنی
ہوگی یون تو بالائی آدمیون کو لاکھ لاکھ روپیہ یکمشت دے ڈالے ہونگے مگر اپنی
مفلس بھائی بیٹیون اور تباہی زدہ رعایا اور قدیمی حقدارون اور خیرخواہ نوکرون
اور گرسنہ و تشنہ محتاجون کی خبر ہزار یا نسو روپیہ سے بھی نہ لی ہوگی پس
ہماری ریاستون کے کم آباد کم پیداوار اور ابتری کی حالتون مین ہونے کے عمدہ
وجوہ ہمارے ہی ناقص طریقے ہین جنکی اصلاح کرنا ضرور اور مصالح ملکی کی حقین
ازبس مفید ہے اور جبتک انتظام کے جزوی اور کلی امور کی فکر معقول نہ کیجائیگی
اور ہر ریاست کا بندوبست ایک عمدہ نمونہ پر جاری نہوگا تب تک کوئی صورت
نیکنامی اور خوشنودی حکام کی نہ نکلیگی اور نہ اس لطف انگیز ملاقات سے کوئی مستقل

ہمارے بالا حاکم خوشامد کرنے اور جہان پناہ جہان پناہ کہنے سے خوش نہین
ہوتے ہین سو سو روپیہ تولہ کا عطر لگانے اور بہرام خان امرت سین بیگم اور چندر بھاگا
کے ناچ اور مجرے دیکھانے سے برسر عنایت نہین آتے ہین بلکہ وہ ریاستونکو
عمدہ انتظام اور ترقی کی حالتمین دیکھنے اور رعایا کو امن و امان و آسودگی کی ساتھہ
پانے اور شہر و قصبون کو عمدہ عمدہ مدرسہ شفاخانہ اور ترقی تجارت کی اسباب سے
آراستہ و پیراستہ ملاحظہ فرمانے سے ایسے خوش اور محظوظ ہوتے ہین کہ حاکم ہو کر شکریہ
ادا کرتے ہین اور مہارانی صاحبہ کو تعریفین لکھتے ہین جس سے بے مثال بلکہ
لازوال نیکنامی حاصل ہوتی ہے ۔
ہمنے ان سب کاموں مین بیشک غفلت کی ہے اور ہم اپنی گورنمنٹ کی رضاجوئی
سے بہت پیچھے رہگئے ہین ہماری غفلتون سے ملک اور مال مین جو ابتری
واقع ہو رہی ہے اوسنے ہمکو بدنام کر رکھا ہے ہمارے حاکم ہمسے دلمین خوش
نہین ہر چند کہ وہ ہماری خاطر کرتے ہین اور کوئی شکایت مونہہ پر نہین لاتے
مگر تا بکے آخر ایک نہ ایکدن سب ریاستون کا وہی حال ہونے والا ہے
جیساکہ الور کا ہوا اور اجکل کوٹہ کا ہو رہا ہے اس صورت مین ہم سب کو
پہلے ہی سے اسکی فکر کرنا چاہیے تاکہ پھر شرمندہ ہونا نہ پڑے اور کوئی
بے بہرہ نہ کہے پریمیشر نے ہمکو بھی وہ ذریعے اور وسیلے دئے ہین جنسے
انتظام تمدن بخوبی ہو سکتا ہے انگریز بھی تو آخر آدمی ہین اور وہی ڈیل ڈول
شکل صورت قوی اور حواس رکھتے ہین جو ہم رکھتے ہین اگر ہم مین اور
اور اونمین کچھہ تفاوت ہے تو یہ ہے کہ وہ جفاکش جفاورس عالم فاضل
اور دشوار پسند ہوتے ہین کہ جسکی وجہ سے اونھون نے اپنی سلطنت عظمی
کا ایسا انتظام کر رکھا ہے کہ اوسکے کلیات اور جزویات پر حاوی اور اوسکے
بندوبست کرنیکو مستعد ہین اور ہم برعکس اونکے آرام طلبی سہل انگاری
اور غفلت شعاری سے ایسے کاہل ہو رہے ہین کہ اپنے گھر کا بھی بندوبست نہین

ہاتھہ صاف کیا یہانتک کہ ایک زمانہ مین سب زمین راجپوتون سے نکلگئی شہرون اور قلعون کو ترکون نے پسند کیا وہ اگر جنگل جھاڑی اور پہاڑون مین جان بچاتے تو آج کے دن ہم تم اس جلسہ مین کبھی فراہم نہوتے ۔

اے بھائیو ان سب پیچ در پیچ مصیبتون کو جو ایکہزار سال سے مسلسل چلی آتی تھین صاحبان انگریز نے ہمارے سر سے اسطرح دور کردین کہ جیسے کوئی دودہ سے مکھیان نکالکر پھینکدیتا ہی اور بجاے اوسکے ایسا امن اور آرام قائم کیا کہ ہم تم فراغت سے اپنے اپنے بزرگون کی راج دھانیون مین بیٹھے ہوے راج کررہے ہین کوئی ہمسے نہین کہتا کہ تم دلّی مین نوکری کرنیکو چلو اور نہ کوئی یہ کہتا ہے کہ جزیہ دو ورنہ ہندو نہین رہنے پاؤگے نہ کوئی یہ تاکید کرتا ہی کہ تحویل آفتاب کا دن بہت قریب آگیا ہے رائیون کو جشن نوروزی مین بھیجنے کی لیے آراستہ کرو نہ کوئی گھوڑون کی داغ لگانیکو تقاضا کرکے جی جلاتا ہے نہ کوئی احدی ڈولہ کے لیے دہونس لیکر آتا ہے نہ کوئی سزاول دکن کی مہم کے لیے سوارونکو لینے آتا ہے اور نہ کوئی جشن نوروزی کے واسطے لاکھ روپیہ کی پیشکش مانگتا ہے نہ اب یہ حکم ہے کہ اٹک پار جاکر کابل کو سنبھالو اور افغانستان کا بندوبست کرو اگر اسمین عذر کروگے تو منصب چھین جائیگا اور نہ کوئی بدمعاش یہ دہمکی دیسکتا ہے کہ معاملہ دو ورنہ تمھارے مقدس مندرون کو لوٹ لینگے اور نہ کوئی یہ ڈر دلانیوالا رہا ہی کہ اگر نعلبندی نہ دوگے تو تمھاری سرزمین کی گھوڑون کی ٹاپون سے ایسی خاک اوڑئی جائیگی کہ اوسکا آسمان تک پتہ نہ ملیگا ۔

یہ سب تکلیفین ساٹھہ برس پیشتر تک جاری تھین اور اونکے دیکھنے والے لوگ ہماری تمھاری ریاستون مین بہت موجود ہین اوپر خیال کرنے سے ہم جان سکتے ہین کہ ہماری زندگی ہمارے بزرگون کے بہ نسبت بڑی آزادی اور آسایش کی ساتھ بسر ہوتی ہے اگر ہم ان سب عمدہ نعمتون کے صلہ مین جو ہمکو سرکار انگریز کی بدولت حاصل ہوئی ہین اوسکی شکرگذاری نکرین اور اوسکے حکام کو خوش نہ رکھین تو ہماری عین نالایقی اور نامنصفی ہے ۔

کسی نے چنبل کے اس پار اور کوہ اربلی کے اوس طرف مرہٹہ کی صورت نہ دیکھی تو مہاراج ہماری تمھاری بربادی اور بدنصیبی کی نوبت اقصی درجہ تک پہونچکر نام اور نشان مٹانے کے درپی ہوجاتی۔

مسلمانون سے پہلے جس زمانہ مین کہ کل ہندوستان راجپوت راجون کی زیرنگین تھا اوسوقت بھی ہم لوگون کو باہمی خصومت اور نااتفاقیون سے یہی مصیبتین درپیش رہتی تھین اور کوئی برس امن چین مین نہین گذرتا تھا چنانچہ جب دلی کا تخت پنوارونکی قبضہ مین تھا اور اجمیر مین چوہان قابض تھے راٹھور قنوج مین اور سولنکھی گجرات مین پنوار مالوہ مین اور پڑہار مارواڑ مین تو اوسوقت عجب خونریزی اور ہنگامہ پردازی رہتی تھی جسکا نتیجہ دونون صورتون یعنی فتح وشکست مین عام راجپوتون کی نسل اور خاندانکے حق مین بدرجہ غایت مضر ہوتا تھا جیسے کہ گیہون کے ساتھ گھن پس جاتا ہے ویسے ہی چھوٹے چھوٹے راجے اپنے سرپرست راجونکی باہمی لڑائیون مین تباہ اور برباد ہوجاتے تھے خصوص ہمارے بزرگ جو بہت کم کسیکی اطاعت کرتے تھے چنانچہ جب راجہ بیسلدیو چوہان والی اجمیر نے گجرات کے راجہ پر چڑھائی کی تو ہمارے بزرگ راول تیج پال کو سپہ سالار کرنے کے بہانہ سے بلوایا اور گو کہ اوس لڑائی مین فتح مین ہوئی اور ہمارے بزرگ نیکنام ہوئی مگر اجمیر والے خواہ مخواہ ہماری ریاست کو اپنے ماتحت سمجھنے لگے جسکی وجہ سے عرصہ تک آپس مین چپقلش ہوتی رہی پھر جب بیسلدیو کے پرپوتے مہاراجہ پرتھی راج نے اپنے نانا انگپال والی دہلی کا متبنی ہوکر منصب شاہنشاہی پایا اور راجپوتانہ کے سب راجے اونکے دربار مین رہنے لگے اور ہمارے دادا راول سمیر سنگھ نے یہ بات اختیار نہ کی تو مہاراج نے اونکو اپنی بہن دیکر رشتہ کے ذریعہ سے اپنے جال مین پھنسایا اور پھر اپنی کل سلطنت کا بوجھ بھی اونکے دوش ہمت پر ڈال دیا کہ جسکے نظم ونسق کی وجہ سے اونکو بھی دہلی مین رہنا پڑا اور آخر وہ اپنے سالے کے ساتھ ترکون سے لڑکر میدان وغا مین کام آئے اوس دن سے راجپوتون کی قسمت لوٹ گئی اقبال نے جواب دیا شایستگی جاتی رہی اور بارنے گھیر لیا ترک بادشاہ بن بیٹھے جو بادشاہ ہوا اوسنے راجپوتون پر

تھین اور پھر مغلون کے طفیل سے بہت بڑی ہوگئین تو اسمین بھی اون حضرات کی چالاکی اور خود غرضی تھی یعنی وہ لالچ دیکر راجپوتون کے گلے کٹواتے تھے اور اگر کوئی بیرونی دشمن نہین ملتا تھا تو آپسمین ہی اونکو لڑواتے تھے اور خالی نہین چھوڑتے تھے چنانچہ اونکی اشتعالک سے جیپور والے ہماری بزرگون سے اور بیکانیر والے اپنے سرپرست جودہ پور والون سے لڑتے رہے اور پھر مزا دیکھو کہ ہندو تو مسلمانون کی خیر خواہی مین اپنے بھائی بندون سے لڑتے تھے اور اور مسلمان جیسے اونکے مارے جانے سے خوش ہوتے تھے ویسے ہی اونکے مارے جانے سے بھی بغلین بجاتے تھے چنانچہ اونکے ایک شاعر نے کہا ہے

ع زہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام است پس نہایت افسوس ہی اون راجون اور راجپوتون کی حالت پر کہ جو اسطرح مسلمانون کی خیر خواہی مین جان کھوکر دنیا مین بدنام اور عاقبت مین رسوا ہوے اگر یہ سب اپنے اپنے زمانہ مین کسی اپنے ہمعصر اولوالعزم اور شیر دل ہمقوم راجہ سے اتفاق کرکے دشمنون سے لڑتے تو بشرط کامیابی آزادی کے ساتھ حکومت کرتے اور شکست کی حالت مین مطعون خلائق نہوتے۔

پھر جب ایک عرصہ بعد زمانہ نے کروٹ لی اور تیمور کی سلطنت مین ضعف آیا تو اوسکے ساتھ ہی ہم لوگون مین بھی کہ جب اتفاق اور یکدلی ہوجانیکی توقع تھی نفاق اور کاہلی داخل ہوئی اور جو اتحاد اور اقتدار ہمارے بڑے دادا رانا امر سنگھ سے جے پور جودہ پور کے مہاراجون نے کیا تھا وہ بہت جلد ٹوٹ گیا اگر تینون رئیس ہی اوس طوفان خیز عالم مین متفق رہتے تو مرہٹے کچھ بھی نہین کرسکتے تھے کیونکہ جو قوت مرہٹے نے راجپوتانہ مین پکڑی وہ اونکی ہی نااتفاقی سے پکڑی اور پھر تو ایسا زور ہوا کہ ایک ایک کو فشار دے دے کر نچوڑا اور کسی مین جان باقی نہ چھوڑی مرہٹون نے سب سے زیادہ ریاست پنوار کو برباد کی اور اگنی کروڑ روپیہ وہانسے حاصل کیا اگر صاحبان انگریز صاحب سمت اکی لشکر کشی مین اونکو ایسا سخت مجبور نہ کردیتے کہ جیسے دوسرے ہی برس

رہنا پڑتا تھا ملک و مال کی حکومت خزانہ اور زنانہ کی حفاظت دوسروں کی بھروسے پر
چھوڑنی پڑتی تھی ہمیشہ سفر درپیش رہا کرتا تھا لڑائی سر پر کھڑی رہتی تھی غیروں
کے کام میں اپنی عزیز و اقربا بھائی بیٹے بلکہ اپنا خون بہایا جاتا تھا اور اونکے
خاطر قدیمی رشتہ داروں اور معاونوں سے چشم پوشی کیجاتی تھی دور دراز ملکوں میں
فرایض ندہبی کا نباہ نہوسکتا تھا اٹک سے پار اوترنے اور بلچھہ دیس میں رہنے پر
مجبور ہوتے تھے جیسے کہ مان کچھواہہ اور جسونت سنگہ راٹھور کو کابل میں اور
مکند سنگہ ہاڈہ اور جگت سنگہ ہاڈہ کو بلخ میں جانا اور رہنا پڑا اور تھوڑے سے
قصور پر بڑے بڑے عتاب اوٹھانے پڑتے تھے چنانچہ راو امر سنگہ راٹھور جیسا
بے جگر اور پر دل راجپوت بھنگ کے بہاڑے میں مارا گیا اور تن ہاڑا اور سورجن سنگہ
راٹھور اور مان سنگہ کچھواہہ عمر بھر گھر بار اور وطن سے بیگانہ وار رہے اور اپنے
بزرگون کے محلون میں رہنے اور اپنے ملک کی سیرگاہون میں شکار کھیلنے اور اپنے
دیس کی میلون اور تماشاشون کی سیر دیکھنی اور اپنے جورو بچون کے ساتھہ ہنسنے بولنے
اور اپنے عزیز و اقربا و دوست و آشنا کے ملنے جلنے کا کچھہ بھی لطف نہ اوٹھا سکے
عالمگیر سے دشمن کے بیٹونکی خیرخواہی میں کوٹہ کے ہاڑا راو کی تین چار پشتین غارت
ہوئین برابر کے چار بھائی جو اس ریاست کے وجود کے عنصر اربعہ تھے مفت مارے گئے
شاہ جہان کے بکھیڑون میں راجہ بھیم کی تین چار پشتین کام آئین بوندی اور
کشن گڈہ اور بیگانیر کے منتخب منتخب راجے بادشاہ گردی میں عبث تہ تیغ ہوئے
اس قسم کی جانفشانیون سے نہ تو کوئی نتیجہ مذہب کے مفید اور نہ ملک اور
قوم کی کا آمد مرتب ہوتا تھا اگر کہو کہ بادشاہ قدردانی کرتا تھا تو خاک ایسی قدردانی پر
مہاراجہ مانسنگہ اور مرزا راجہ جیسنگہ عمر بھر بادشاہی مہمات میں جان مارتے رہے
جسکا انجام یہ ہوا کہ مان سنگہ کی عمدہ خدمتونکے انعام دینے کے لیے تو اکبر نے زہر کی
گولیان بنوائین اور مرزا راجہ کو عالمگیر نے زہر دیکر مار ہی ڈالا اور اگر یہ کہو نہین خلعت
ملتے تھے خطاب ملتے تھے جاگیرین ملتی تھین جیسا کہ اکثر ریاستین پہلے بہت چھوٹی

کوئی عمدہ نتیجہ قابل پسند حکام انگریز کے نہ نکالا بلکہ بہت صاحب تو ایسے بھی ہین
کہ انھون نے کبھی اس زمانہ کو زمان ماضی کی حالت سے مقابلہ کرنہین لطف
نہ اوٹھایا ہوگا حالانکہ یہ بات کچھہ دشوار نہین ہے کہ کوئی اپنی یا اپنی بزرگون کی
گذشتہ حالتون کو موجودہ حالت سے مطابق کرکے نتیجہ اور حلت غائی پیدا
نکرسکے کیونکہ اسکے سامان اور وسایل ہر ایک ریاست مین کافی اور وافی موجود ہین
جب کوئی صاحب اسطرف توجہ کرینگے تو اونکو اس عدیم النظیر عہد کے اعلے
اور افضل ہونیکا شک نرہیگا جسکی ترجیح اور تفضیل کی تشریح مین ہم اپنے اعلے اور
اہم مطلب کے تمہید کے لیے کسیقدر ذکر گذشتہ و پیوستہ زمانون کی حالت کا
کرتے ہین یہ بات آپ صاحب بھی خوب جانتے ہونگے کہ مسلمانون کے آنے سے
ہماری ملک مذہب رسم اور رواج مین بڑی بڑی تبدیلیان واقع ہوئی ہین اور راجپوتونکی
لیاقتین اوسیوقت سے کم ہوتی گئی ہین جن دنون مین ترکون کا راج تھا تو وہ ہم
لوگون سے اوسیقدر راہ و رسم رکھتے تھے کہ جسقدر ہم قوم جاٹ اور مینہ اور بھیل کی
راجون سے رکھتے ہین اور اونکی فوجون نے ہماری باہمی اتفاق کے شکست کرنیکے
واسطے ہمارے ملکون کو ایسا گھیر رکھا تھا کہ شادی بیاہ کی تقریبون مین بھی کسیکو
اپنے علاقہ سے باہر نکلنے کی جرات نہین ہوتی تھی اور اسی وجہ سی راجپوت لوگ
اونکی مقابلہ کے واسطے بہت کم جمع ہوسکتے تھے جب اونمین طوائف الملوکی
واقع ہوتی تھی تو اونکے دباو اور قوت سے البتہ کچھہ فرصت ملتی تھی جو ملوک
طوائف کی چڑہائیون کے زمانہ مین ضایع جاتی تھی غرض وہ زمانہ اسطرحکی
مصیبتون مین گذرا پھر تیمور کی نسل تخت پر چڑہی اوسنے تالیف اور تودد
سے راجپوتون کو توڑ پھوڑ کر اپنا فائدہ اوٹھایا ہرچند کہ اوسوقت کے راجون کو
بادشاہی مہمات اور فتوحات مین شریک رہنے سے بڑے بڑے فائدے
پہونچتے تھے جنسے ملک اور مال کو ترقی ہوتی تھی مگر اوسمین محنت اور مصیبت
اور بے آرامی بھی بہت تھی چنانچہ زندگی بھر وطن سی مہجور اور بال بچون سی دور

ومسافرین بحر وبر کا بین خیر خواہ ہون میرا یہہ بیان اظہر من الشمس ہے۔
واہ اس نامہ کو لکھکر ہی چپ نہین ہو گئے تھے بلکہ اونھون نے یہ قصد مصمم کر لیا تھا
کہ اگر بادشاہ ہماری نصیحت نہ مانے گا اور سب راجپوت جو ادائے جزیہ سے
نفرت کلی رکھتے ہین رفاقت کرینگے تو اپنے اور اونکی آزادی کے لیے صف
جنگ ایک مذہبی لڑائی لڑینگی مگر اونکی عمر نے وفا نہ کی اور قبل از وصول جواب
نامہ کے بیکنٹھہ باشی ہو گئے پھر جب کہ اورنگ زیب کے بیٹون اور پوتونکی
آپس مین لڑنے مرنے سے سلطنت تیموریہ ضعیف ہو گئی تھی تب بھی تو
ہمارے بزرگون کا معاون نہوا اور نہ وہ کبھی طامع اور پست ہمت مرہٹہ
کو راجپوتانہ پر حاوی ہونے نہین دیتے۔
یہ سب کام جو اسطرح سے بگڑتے گئے اور ایسی اچھے اچھے موقع جو ضایع
ہوتے گئے اوسکا باعث آپس کی نا اتفاقی اور پھوٹ تھی جو ہندوستان کا
عمدہ میوہ ہے اور جس سے ہلکہ اور سیندھیا نے خاطر خواہ پھل پایا۔
اب جبسے انگریزی عملداری ہوئی ہے لوٹ مار اور لڑائی بھڑائی کا بیج ایسا
مارا گیا ہے کہ شاید پھر کبھی بہت عرصہ تک شاخ وبرگ نہ نکالے اور جو ہمارے
تمھارے دشمن تھے وہ شجاعان انگریز کی توپ وتفنگ کی ہیبت اور سیف
وسنگین کی صلابت سے ایسے کھوئے گئے کہ عدم تک کوئی اونکا پتا نہ پائے
یہ انگریزون کا عہد مسیمین اونھون نے اسقدر امن وامان کر دیا ہی کہ رئیس سے
کیکر بھنگی تک ہر ایک اپنے گھر مین پانو پھیلا کر سوتا ہی اور اپنی نیند پوری کرکے
اوٹھتا ہے اس لائق تھا کہ ہم تم اگلے مصیبت خیز اور مضرت رسان عہد کی
بہ نسبت اسکو ہزار درجہ بہتر اور مغتنم سمجھکر اپنی اپنی ریاستون کی بندوبست
اور سپاہ ورعیت کے ربط وضبط اور ملک ومال کے نظم ونسق مین مشغول
ہو کر ان کامون مین ایسی ترقی اور ناموری پیدا کرتے جو اس عہد میمنت مہد کے
لائق ہوتی مگر افسوس ہم مین سے کسی نے بھی اس طرف مستقل توجہ نہ کی اور

راہ سے اونکی اطاعت اختیار کی اور ہمارے بزرگون کو اکیلا چھوڑ دیا تو بھی انھون نے
اپنا کام نہ چھوڑا اور باوجود نازل ہونے صدہا آفات کے اپنے دعوی پر قائم رہے
ازانجملہ جو کچھہ کارنامے شجاعت اور مردانگی کے ہمارے تیتیسوین داداما مہارانا
پرتاب سنگھہ سے راجپوتون کی نام اور نسب کے روشن کرنیکو ظہور مین آئی ہین
وہ اس لائق نہین کہ کوئی اونکو سرسری نظر سے دیکھکر نتیجہ نکالے بغیر چپ ہو رہے
وہ کہتے تھے اور سچ کہتے تھے کہ جو سب راجپوت بھائی میرا ساتھہ دیتے تو مین
راجپوتانہ کو مغلون کا مطیع ہرگز نہونے دیتا اونکے بعد مہارانا راج سنگھہ نے جبکہ
اورنگ زیب ماڑواڑ کا راج غصب کیا چاہتا تھا جیسے کچھہ ہمدردی کی وہ محتاج
بیان نہین ہے اوسوقت اونھون نے ہرچند چاہا کہ سب راجپوت میواڑ کے
قرمزی جھنڈے کے تلے جمع ہوجاوین اور بالاتفاق کوشش کرکے مغلون کی جبر
اور زیادتی کا تدارک کرین اور اورنگ زیب کی حرص کی آگ کو تلوار کے پانی سے
بجھاوین مگر کسینے نمانا صرف راٹھور اونکی تدبیرون پر کاربند ہوئے تھے سو
دیکھو اپنے ملک کو باوجود شیر خوار ہونے وارث ملک کے شیر کی داڑھہ سے نکالکر
ابتک حکومت کرتے ہین اس عام عدم توجہی پر بھی جب اونھون نے دیکھا کہ
اورنگ زیب راجپوتون کو بھی جزیہ کے لیے ستانے لگا ہی اور اوسکی ایذا رسانی
اور مذہبی تعصب روز بروز ترقی پذیر ہے تو ایک ایسا دلچسپ اور قابل ادب
نامہ عالمگیر کو لکھا کہ جسکے مضمون کو عموماً ہر قوم اور ہر مذہب اور ہر ملک کے
دانشمند اور صلح کل آدمی دل وجان سے پسند کرتے ہین اور اوسکا ترجمہ ہندوستان کی
باہر کے ملکون مین دور دور پہونچا ہے جو باعث تحسین وآفرین ہماری جد کلان
رانا راج سنگھہ کی عام ہمدردی اور رفاہ جوئی کا ہے جنھون نے اوسمین اور
کلمات مفیدہ کے علاوہ یہ ایک عمدہ فقرہ بھی لکھا تھا ۔

بین خیر خواہی شاہان وامرا ومرزایان وراجہا وراو ہندوستان مین ہمہ تن
مصروف ہون سرداران ایران وتوران وروم وشام وساکنین سات ولایات

جلسہ کو قدوم میمنت لزوم سے زیب تازہ اور رونق بے اندازہ بخشی ہی اگر اسی طرح
اور بھی فلاح اور بہبودگی تدبیرون کو مانوگے یا خود اپنے ذہن کی صفائی اور فہم کی رسائی
سے فواید دوامی اور حصول نیکنامی کی تجویزین سوچوگے اور اپنی اپنی عملداریون مین
امور رفاہ عام اور مستقل عدل وانتظام کی کرنے سے گورنمنٹ انگلشیہ کو جو راجپوتونی
از حد قدردان اور رفاہ جو ہے رضامند اور خوشنود کروگے تو تھوڑے ہی دنون مین
تمھاری ریاستین بھی آباد ہوجائینگی اور تم خود بھی ہندوستان مین خوش نظمی اور
رعایا پروری اور دانشمندی کے ساتھہ ضرب المثل ہوجاؤگے۔

مین نے جو کئی مہینے کی سعی کوشش اور وکیلون کے ادھر اودھر بھیجنے اور آپ صاحبونکے
منشاے دلی اور میل طبعی کے معلوم کرنے سے آج آپ سب صاحبون کو اس لاثانی
جلسہ مین جو انقراض عالم تک یادگار رہیگا تکلیف دی ہے اوسکا سبب بجز قومی
خیرخواہی اور ترقی ارتباط فیمابین ومصالح ملکی ومشورۂ امور ملکداری کی اور کچھہ
نہین ہے آپ خوب جانتے ہیوکہ میرا خاندان قدیم سے اپنے ہمقوم راجون کی عزت
آبرو اور آزادگی کے قایم رکھنے اور ایک ایک راجپوت کی غور پرداخت اور رفاہ
جوئی مین موصوف اور مسلم رہا ہے اور میرے بزرگون نے ہمیشہ ان غرضون کو
پوری کرنے کے واسطے بیرونی دشمنون کا مقابلہ کرکے شہرت اور ناموری پائی ہی
چنانچہ میرے مورث اعلے باپا راول اور اونکے آٹھوین جانشین کھمان راول اور
اونکے بعد راول سمر سنگہ رانا لکشم سنگہ رانا ہمیر سنگہ رانا موکل سنگہ رانا کونبھہ کرن رانا
سنگھرام سنگہ مع اولاد واحفاد اور اخوان کے عام راجپوتون کی صلاح اندیشی
اور خیرخواہی سے مسلمانون کے ساتھہ ہمیشہ لڑتے رہے اور ہرچند کہ بعض
بعض نے اس قسم کی لڑائیون مین ایسی ایسی مصیبتین اوٹھائین کہ جنکا خیال کرنیسے
ہمارے رونگٹے کھڑے ہوتی ہین مگر اوسکی کچھہ پروا نکی اور اپنے عزم کو شکست
ہونے نہ دیا جب کہ تیمور کی اولاد نے ہندوستان کی بادشاہی پر قبضہ پایا اور
آپ صاحبون کے بزرگون نے علے الرغم ہمارے بزرگون کی دنیاداری اور زمانہ سازی

جانے کے پہلے اور پیچھے آچکی تھے سب گھوڑون پر سوار ہوکر رانا جی کی پیشوائی کو گئی اور اونکی ہمراہ ایسی عالیشان پیرایہ مین آکر فروکش ہوی کہ جسکے پیچھے سایہ کی طرح مین کھڑا تھا رانا جی کی بیٹھتے ہی سب رئیس اپنی اپنی جگہہ تمکن گزین ہوے ازانجملہ مہاراجہ صاحب جیپور رانا جی کے دہنے بازو بیٹھے تھے اور مہاراجہ صاحب جودہ پور بائین بازو مہاراجہ صاحب جے پور کی پاس بوندی کی مہاراو رراجہ قیام پذیر تھی اور مہاراجہ صاحب جودہپور کے قریب مہاراو جی کوٹہ کے بیٹھے تھے رئیسون کی نوکر چاکر وزیر سے لیکر چوبدار تک سب باہر کھڑے تھے کسیکو اندر آنی اور باہمی گفتگو مین دخل دینی کا حکم نہین تھا مگر میر ادوست راجپوت جسکے تعلق اوس دیرے کے سامانون کی سنبھال اور روشنی کی آلات ادوات کی دیکھہ بھال کا کام تھا ایک گوشہ مین مثل سرو چراغان کے خاموش اور بے حس وحرکت کھڑا تھا۔

بیٹھنے کے بعد سب رئیس کچھہ دیر تک چپ چاپ بیٹھے رہے جس سی دیکھنے والے کو یہ حیرت ہوتی تھی کہ یہ دربار آیا مرقع تصویرات ہے یا مجمع ذی حیات آخر رانا صاحب نی مہر خموشی کو قفل دہن سی توڑکر گوہر سخن کو اسطرح سلک بیان مین پرویا کہ اے میرے عزیز رئیسو اور اے میرے راجپوت بھائیو آج مین تم سبکو ایک ایسے جلسہ مین کہ مہاراج پرتھی راج شاہنشاہ دہلی کے بعد سے آجتک کبھی نہین ہوا تھا اس شگفتہ دلی اور بے تکلفی کی ساتھہ بیٹھا ہوا دیکھکر خوش اور محظوظ ہی نہین ہوا ہون بلکہ یہ یقین کرتا ہون کہ اب راجپوتانہ کی قسمت کھلی راجپوتون کے اچھے دن آئے ادبار اور تیرہ بختی کی کالی گھٹا جو ہماری تمھاری نا اتفاقی کی شامت سے سب جگہہ چھائی ہوئی تھی عنقریب گرم جوشی اور یکجہتی کے تند باد سے متفرق ہوکر نابود ہوجائیگی اور قومی ترقی واتفاق باہمی کا آفتاب مطلع اقبال یا محاق نکال سے نکلکر راجپوتون کی شان شوکت اور شاہانہ آثار کو تمام دنیا مین روشن کردیگا اور جیسے آپ صاحبون نے قومی رفاہ جوئی اور ایک دوسرے کی خیر خواہی سے میری اس ایک تدبیر کو منظور فرما کی اتفاق اور اصدیت کی

اوسنی جواب دیا کہ راجپوتون کو ایسے ہی خیالات نے تو ترقیات سے روک رکھا ہی ورنہ اس زمانہ مین ہر قوم نے بطور خود ترقی اور شایستگی پیدا کرلی ہی یہ نکرتی مگر اب جاے شکر ہی کہ چند روز سے بخوبی اتفاق ہوگیا ہے اور جو جو گلے شکوے آپس کے تھے اونکے چھوڑ دینے پر اس عام دربار نے انعقاد پایا ہی اور جس بات کی مشورہ کے لیے اتنا بڑا اہتمام ہورہا ہے وہ عام کی بھلائی اور بہتری کی بات ہی۔

مین نے کہا اے مہربان جو آپ نے مجھہ غریب الوطن آوارہ دشت محن کی حال پر اسقدر عنایت اور مہربانی کی ہی کہ اوسکا شکریہ عمر بھر مجھسے ادا نہوگا تو اس احوال کے ایک شمہ سی بھی مطلع فرماؤ کہ ایسی کیا خاص اور ضروری مہم درپیش ہی کہ جسکے لیے ہر ایک رئیس نے قدم رنجہ فرمایا اوسنی کہا کہ آج کل ریاستون کی ابتری اور بی انتظامی اسقدر بڑہ گئی ہے کہ گورنمنٹ عالیہ کو اوسکی اصلاح اور روسا کی فہمایش مین دقت اوٹھانی پڑتی ہی اسلیے روسانی ریاستون کی نظم ونسق کی صلاح ومشورہ کی واسطے ایک عام جلسے مین شریک ہونا منظور کیا ہی سو آج جمع ہونگے اور باقی احوال پھر کہونگا

یہ کہکر وہ تو چلا گیا اور مین پھر دلمین اودھیڑبن کرنے لگا کہ ایسی کیا تجویز ہے کہ جسکے ذریعہ سی مین بھی اس لاثانی جلسہ مین پہونچکر لیاقت کا اظہار کرون دربار سی پہلے میرا دوست ہاڑا راجپوت جو پھر یہان آئے گا تو ضرور اس مقدمہ مین اوس سی درخواست بلکہ التجا کرونگا۔

اس اثنا مین پھر ایک شور برپا ہوا اور لوگ پکارنے لگے کہ وہ ہندؤن کا سورج آیا وہ ہندو پت بادشاہ آیا وہ راجپوتون کی سرکا سہرا آیا ہرکارے اِدھر اودھر خبر دینے کو دوڑنے لگے نقیب ڈہلیت اور کرکیتون کی شور سے کان پڑی آواز سنائی نہین دیتی تھی روشنی کا یہ عالم تھا کہ گویا ہر بوٹی جنگل کی شمع شب افروز بنگئی تھی ہوا کے جھونکون مین طرح طرح کی مشام نواز خوشبوئین چلی آتی تھین تھارونکی میٹھی آواز شہنائی کی سہانی صدا اور پچھلی رات کی ٹھنڈی ہوا دل کو ایسی فرحت بخشتی تھی کہ کہے بین نہین آتی وہ سب راجے جو ہمارے دوست راجپوت کی

تجویزین کرتے ہین اور کونسے خاص خاص امر پیش ہوتے ہین اوسوقت کبھی کبھی یہ
خیال بھی دل مین گذرتا تھا کہ آج کو مین کسی ریاست مین اسقدر بھی اعتبار رکھتا
ہوتا کہ عام جلسون مین رسائی ہوتی تو ضرور اپنے رئیس کو راضی کرکے اوسکے ساتھہ
اس خاص اجلاس مین داخل ہوتا اور جو جو تقریرین اور رائین اس عالیشان اور
قابل الادب انجمن کے مفید مطلب سمجھتا سب راجون کے حضور مین بصیغہ خیرخواہی
بیان کرتا اور اونکے اثبات کے لیے بحث مین ایسی ایسی عقلی اور نقلی دلیلین لاتا
کہ حاضرین سے کوئی بھی واحد یا جمع کو نفی نہین کرسکتا مگر اب ایسے موقع پر کیا کیا جاے
کہ صرف جان ہی کسی نحو سے بچ جاے تو بس غنیمت ہے۔
مین دلمین یہ گفتگو کر رہا تھا کہ میرا دوست راجپوت جسکے تعلق اوس ڈیرے کی
نگہبانی تھی دوڑا ہوا آیا اور کہنے لگا خبردار اپنی جگہہ ہوشیاری سے کھڑے رہنا مین
رانا جی کی خبر لینے کو جاتا ہون کیونکہ جی پور جودہ پور کوٹہ بوندی اور ٹونک وغیرہ
کے رئیس تو اکر اپنے اپنے ڈیرون مین داخل ہوگئے اور اونکی طرف سے ہنوز کوئی
چوبدار بھی خبر لینے کو نہین آیا ہے مین نے پوچھا کیون یار عزیز رانا جی کی سوا اے
اور بھی کوئی راجے بابو آنے والے ہین اوسنے کہا کہ ہان کشن گڈہ الور بیکانیر سروہی
قرولی جیسلمیر شاہپورہ دیولیہ پرتابگڈہ بانسواڑہ ڈونگرپور کے راو اور راجہ بھی آینگے
مگر ان سب مین رانا جی کا آنا مقدم ہی کیونکہ وہ ہندوپت بادشاہ اور سب اجونکی
سرتاج ہین مین نے کہا کہ ٹھاکر صاحب جن راجون کا تمنے نام لیا انمین بعض تو
ایسے ہین کہ اونکے درمیان پشتینی دشمنی چلی آتی ہے اور یہ حساب کتاب ہی کہ اونکے
بزرگون نے ہمارے اتنے بزرگون کو مارا ہے جسمین اتنون کا تو بدلا آگیا اور اتنا
اور لینا باقی ہے وہ لوگ کیونکر اس ڈیرے مین جمع ہونگے جیسے رانا جی کہتے ہین
کہ ارسی جی کا خون بوندی والون سے لینا ہے اور جے پور کی مہاراجہ کو ہر روز
یاد دلائی جاتی ہے کہ بھٹواڑہ کی راڑ یعنی لڑائی یاد رہے جسمین کوٹہ والون نے
جے پور کی فوج کو ایک بہت بڑی شکست دی تھی۔

راجپوت نے کہا کہ بڑی مشکل کا مقام ہے کہ وہان تو یہ حکم لگا ہوا ہی کہ کوئی بیگانہ اس بھید سے خبر نہو اور یہان یہ معاملہ ہے کہ ملک ملک کی آدمی آئینگے مختلف طبع کے لوگ جمع ہونگے مین کسی ریاست کا مصاحب نہین کامدار نہین کامدار کا بھائی یا سالا نہین کہ دس بیس آدمی میرا کہنا مانین اور جو بات خلاف قرارداد کہ بیٹھون اوس سے بری الذمہ ہونے تک میرا ساتھہ دین اور آپکی باتونمین خدا جانی کیا سحر ہے کیا تاثیر ہے کہ میرے دل کو تسخیر کرلیا ہی جو یہی چاہتا ہی کہ اگر جان بھی جاتی رہے تو بلا سے مگر آپکو تو جہانتک دم مین دم رہے چشم اغیار سے مثل نور نظر کے پوشیدہ رکھون اب یہ میرا سر آپ کی لیی حاضر ہے آپ میرے پیچھے پیچھے چلی آئے تو آگے آپ کو کسی پناہ کی جگہہ مین بٹھا آؤن مگر آپ یہ اقرار کر لیجیے کہ جبتک مین نہ کہون وہانسے ادھر اودھر نہ جانا مین نے قبول کیا اور اوسکی پیروی اختیار کی اوسنے پیش بینی سے مجھکو بڑے ڈیرے کی پیچھے ایک ایسے کوٹی مین کھڑا کر دیا کہ جہان آنے جانے کا راستہ نہین تھا اور مزید احتیاط سے یہ فہمایش کی کہ جو کوئی آدمی یہانسے آبھی نکلے اور تمسے پوچھنے لگے کہ کون ہی تو کہدینا کہ مین راجپوت کا آوردہ فراش قوم چوبہون مین نے کہا اے مہرگستر کہین ایسا نہو کہ فراشی قبول کرکی میخچو کہاؤن اور چوب سے باندھا جاؤن کیونکہ مجھکو رسا کھینچنا بھی یاد نہین ہے۔

راجپوت نے کہا یہ اطمینان رکھو کہ ہماری ریاستون مین بڑی بڑی ہنرمندون کا بھی امتحان نہین لیا جاتا فراشی کی باتین پوچھنے کون بیٹھے گا یہ کہکر وہ تو کہین چلا گیا اور مین چوبہ بنکر ڈیری کی پیچھے مثل چوب کے چپ کھڑا ہو رہا۔

کچھہ دیر بعد ایک بڑا شور و غل برپا ہوا اور صدہا آدمی ادھر اودھر سے دوڑتے ہوے نظر آئے اور نقیبون اور چوبدارون کی آواز چوکھمان کھمان پکارتے تھے ہر طرف سی سننے مین آئی مین نے جانا کہ اب راجونکی آمد شروع ہوئی اور وہ غالبًا اسی بڑے ڈیری مین جو بہمہ وجوہ شاہانہ تکلفات سے آراستہ ہے جمع ہونگے مجھکو میرے دوست نے کھڑا تو خوب جگہہ کیا اور نہوگا تو اونکی باتین تو سنون گا کہ دیکھین کیا کیا

یہ حال کہان سی معلوم کیا مین نی کہا مین تمھارے خاندان کی تاریخ خوب جانتا ہون
اگر منظور ہو تو ایک دلچسپ انتخاب اوسکا آپکو سناؤن ہاڑا جپوت نے کہا
کہ مجھکو پرانے تاریخی حالات سننے کا از حد شوق ہی مگر افسوس کہ اسوقت فرصت
نہین ایک بہت بڑا کام درپیش ہو رہا ہی یہ ڈیرے خیمے جو دور تک قطار در قطار
دیکھتے ہو راجپوتانہ کے راجاؤنکے ہین اور وہ تھوڑی دیر بعد ایک خاص امر مین
مصلحت کرنیکے واسطے اس میدان مین جمع ہونگے چونکہ اخفای راز ہر فرد بشر کو
ضرور ہے اور خصوص راجون کو اسلیے اونہون نے رازداری کی لحاظ سی اس ویرانہ
جنگل کو ضروری گفتگو کے لیے پسند کیا ہے تاکہ کوئی غیر شخص اوس سی آگاہ نہو
اور ہم لوگون کو حکم ہے کہ دور دور تک پہرے اور چوکیان بٹھا دو کہ کوئی
غیر ذالک آنے نپاوے تمنے غضب کیا کہ اتنی پہری والون کی آنکھون مین
خاک ڈالکر عین موقع تک چلے آے اور میرے دل کی طائر کو اپنے حسن اخلاق کے
جال مین پھنسا لیا اب مین متردد ہون کہ تمکو کہان چھپاؤن کدھر روانہ کرون
مبادا کوئی پہرہ والا نہ پکڑ لے ۔

مین نی کہا مین کانون سے تو راجپوتونکی مروت اور فتوت کی تعریفین بدفعات
سنا کرتا تھا مگر آنکھون سے دیکھنے کا اتفاق آج ہی پڑا ہے اب تم میرے
حق مین اپنے آئین اور رویہ کی موافق جو مناسب سمجھو وہ کرو اور یہ دلجمعی
رکھو کہ مین بھی قوم سے شریف ہون اور ایسا بشر نہین کہ شرپیدا کرون اگر
تم مجھکو اپنی راجونکے دربار مین بھی لیچلوگے تو بہت سرخروئی پاؤگے کیونکہ
مین اونکے مذاق اور خیالات کے موافق ہر مقدمہ مین معقول گفتگو کرسکتا ہون
اور بڑے سے بڑی معاملہ مین اونکے مطلب کی مفید رائے دیسکتا ہون کس لیے
کہ مین نی برسون تک راجپوتون کے ہر ایک خاندان کی تواریخ دیکھکر اونکی طور
طریق رسم رواج عادت اور مزاج سے ایک عمدہ واقفیت بلکہ اونکی ریاستون
اور مملکتون کے انتظام کرنیکی معقول لیاقت پیدا کی ہے ۔

کہ آدمی کی صورت تو نظر آئی اب اس سے سب حال کھل جائیگا یہ سوچکر مین خوش
خوش اوسکی طرف روانہ ہوا مگر اوسنے مجھکو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھکر کتے کی سی
مانک لی اور کہا کیا کندۂ ناتراش ہی جو بے پوچھے پاچھے چلا آتا ہے مین یہ سخت
کلامی دیکھکر وہین ٹھہر گیا اور یہ شعر زبان پر لایا ؎ ہر سگ کہ بود زچوب سرسبز
این سخت سگان کہ چوبدارند وہ پھر کڑک کر بولا کہ چوبدار چوبدار کیا کرتا ہی چوبدار تو
ہمکو خدا نے بنایا ہے مین نے بڑی ملایمت سے جواب دیا کہ صاحب مین تو یہ
کہتا ہون کہ چوبدار لوگ بڑے بی لاگ ہوتے ہین جو امیر اور غریب کو ایک لکڑی سے
ہانکتے ہین اسبات سے وہ کچھہ نرم ہوا اور کہا کہ تم جہان سے آئے ہو اولٹی پیرون
پھر جاؤ ورنہ قید کیے جاؤگے اور تمکو گندربالون نے نہین پکڑا جو دو دو کوس کے
اردگرد مین تین سو ساٹھہ بیٹھے ہوئے ہین۔

مین نے کہا جناب مین نے کیا قصور کیا ہے کہ مجھکو گندربان پکڑ لیتے یا اب تم
قید کیا چاہتے ہو اوسنے کہا تمنے قصور تو کچھہ نہین کیا مگر ہمکو راجون کا حکم ہے
کہ کسی آدمی کو یہان مت آنے دو اور اسی احتیاط سے اونہون نے ایک خاص
مصلحت کی لیے اس بیابان مین جمع ہونیکا سامان کیا ہے

مین نے کہا تم کسی کے بھروسے مت رہنا مین سرکار انگریز کی عملداری کا رہنے والا
ہون کسی راجہ کو یہ طاقت نہین کہ میری طرف تیز نظر سے دیکھہ سکے یہ سنتے ہی
ایک راجپوت تلوار لیے ہوئے باہر نکل آیا قبل اسکے کہ وہ کوئی حرف زبان سے
نکالے مین نے بہت ادب سے جھک کر سلام کیا اور مزاج پرسی کے بعد پوچھا کہ آپ
کونسے راجپوت ہین اوسنے کہا کہ ہاڑا ہون مین نے کہا کیا خوب ہاڑون سے تو
بہادری قول ہار گئی ہی اور ہاری ابتک کہین لڑائی نہین ہارے ہین مسلمانون کے
زمانہ مین تم ہی لوگ مذہب کے پکے اور تلوار کے سچے رہے ہو اور چوہانون کا
نام تمھاری تلوار سے روشن ہوا ہے۔

یہ فقرہ سنکر وہ اسقدر خوش ہوا کہ جامہ مین نہ سمایا اور مجھسے پوچھنے لگا کہ تو نے

مگر مین اس شتاب زدگی سے لپکا ہوا وہانتک جا پہونچا گویا خالق ارض وسمانی میری واماندگی پر رحم کرکے زمین کی طنابین کھینچ دین یا میری رفتار مین برق وباد کی سرعت تعبیہ کی خیر کچھہ ہی ہو جب مین قریب پہونچا تو روشنی کی یہ کثرت دیکھی کہ چاند اور سورج کو گوش تاب دیتی تھی اور تجلی طور سی چراغنی لیتی تھی زمین پر دور تک ایسا چھڑکاو لگا ہوا تھا کہ اوس ویرانہ مین کلکتہ کی ٹھنڈہی سڑک کا مزا آتا تھا دیرے طنبو دور تک طناب در طناب کھڑے تھے اونمین مخملی فرش بچھے تھے اور باناتی پردے پڑے تھے ہوا مین اسقدر خوشبو بسی ہوئی تھی کہ گویا خوشبو کے ہوا بندھی ہوئی تھی مین نے ہر طرف جھانک تاک کر دیکھا مگر آدمی کا نشان نام کو نپایا تب تو دل پر بڑا ہراس گذرا کہ یا الہی یہ کیسا طلسمات ہے کہین وہ ہی تو نہین ہی کہ جسکو مسلمان شہیدون کی مجلس کہتے ہین اور ہندو جوجھارون کا دربار مانتے ہین یا پریون کی حاضرات ہے یا پیرون کی کرامات ہی یا کسی نے مسان جگایا ہے یا کوئی جنات کا بادشاہ یہان آیا ہی یا بیابانی غولونکی کارستانی ہے یا چھلاؤن کی میہمانی ہے غرض کچھہ ہی ہو اور اگر انمین سے کچھہ بھی نہین تو بھی مگر یہ تماشا پھر بھی خالی از علت نہین ہی مین تو پہلی ہی کہتا تھا کہ ایسے ویرانہ مین آبادی کہان سے آئی مگر عقل نے نمانا اور ہر چند کہ اندھیر پسینے نکالکر اوجالے مین لائی لیکن ایسی سہمگین اوجالے سے تو وہ ہی اندھیرا اچھا تھا کہ جسمین ایسے کرشمے تو نظر نہین آتے تھے ع ای روشنی عقل تو بر من بلا شدی ؛

عقل نے کہا پھر تو پریشان باتین بکنی لگا اور پھر خیالی خلقت کا تذکرہ لایا اتنا نہین جانتا کہ جو چیز خود ہی وجود نہین رکھتی وہ ڈیرے اور خیمے کہان سی پیدا کرسکتی ہی تو دیوار کیطرح کھڑا کیا ہی مثل صبا ادھر اودھر چل پھر کے دیکھہ شاید کسی شخص کی ملجانے سے تیری نگرانی رفع ہو جائیگی مین نے یہ سنکر دل مضبوط کیا اور ایک بڑے خیمے کیطرف چلا قریب پہونچکر ایک شخص کو دیکھا جو بڑے گھیر کا جامہ پہنے اور سنہری چوب ہاتھہ مین لیے ہوئے کھڑا تھا مین نے اوسکو دیکھکر سلام کیا

اور ویرانہ مین سو طرحکی آفتین ہوتی ہین شیر اور چیتے ایسے ہی مقامون مین رہتے ہین بھوت اور پریت کا مقام اسی قسم کی جنگلو نمین ہوتا ہی غول بیابانی جو مسافرون کو بہکایا کرتے ہین انہین بیابانون مین پھرا کرتے ہین۔ عقل جواب دیا کہ بی موت کوئی نہین مرتا شیر اور چیتے بھی جب ہی کاٹتے ہین کہ جب خدا حکم ہوتا ہے ورنہ کسیکا مقدور نہین کہ کسیکو ایذا پہونچائی اور بھوت پریت وغیرہ خیالی خلقت کا خوف کرنا عین حماقت ہی اور سخت خرافت ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ دور سے ہوا کے جھونکی مین شعلۂ آتش کی ایک چمک نمایان ہوئی عقل نے کہا کہ جہان یہ آگ چمکتی ہی وہان چلو کچھ نہ کچھ آبادی ہوگی مین نے کہا اس لق و دق بیابان مین آبادی کہانسے آئی مبادا کوئی کرشمہ بیابانی غولون کی آتشبازی کا نہو۔

عقل نے جھنجھلا کر کہا کہ تمنی پھر خیالی خلقت کا نام لیا اور عورتونکی طرح پست ہمتی کرنے لگے کیسے مرد ہو کہ فرضی بلیات سے ڈرتی ہو جنکا ظاہر مین کچھ بھی وجود نہین ہی اور نہ آج تک اونکو کسینے آنکھونسے دیکھا ہے۔

غرضکہ مین اوس خضر رہنما کی رہنمائی سے مثل پروانہ کے روشنی کی طرف روانہ ہوا ہر چند کہ اندھیرے کی ہیبت سے جو مثل مار سیاہ کے ایک کالی بلا بنکر ڈراتا تھا ہوش کے چراغ گل ہو گئے تھے اور خیالی خلقت کے خوف کی ایسی کچھ ہوا بندھی تھی کہ جسم کا سایہ بھی اوس اندھیری رات مین پری کی مانند آنکھون مین چھپ گیا تھا مگر مین عقل کی ملامت سے مجبور اور امید کی دلدہی سے مسرور ہو کر اوس جنگل مین کہ مثل بحر ناپیدا کنار کے تھا قطرہ زنی کرتا تھا اور بار بار یہ شعر پڑھتا تھا ؎

شب تاریک بیم موج گرداب چنین حائل ۔ کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

اوس لاعلمی کی حالت مین عقل میری رہنما تھی اور آواز جو دل کی دھڑکنی سے پیدا ہوتی تھی وہی گویا آواز درا تھی شعلہ روشنی کا ہر چند کہ بہت ہی دور نظر آتا تھا

سویا تھا کس بادِ بے نیازی کی جھونکے سے گل ہوگئی یارب وہ میری آرام چوکی
میز کرسی اور کتابونکی الماری کہ جنکو مین گھنٹون آراستہ کیا کرتا تھا کہان کھسکا
لگ گئین اور میرے گھر والے اور نوکر چاکر اور یار احباب کہ جنکو مین جان سی
عزیز رکھتا تھا اور ایکدم اونکے دیکھنے بغیر رہ نہین سکتا تھا کس طوفان بلا مین
بھگے کہ کوسون تک اونکے نقش پا کا پتہ نہین ہی یارب مجھسے کیا گناہ ہوا اور
مین نے ایسی کیا خطا کی کہ یہ آفت نازل ہوئی اور یہانتک نوبت پہونچی کہ چھوٹے
تیرے طفیل سے پایا تھا وہ سب یکبارگی کھو گیا مین خود ایسے لمبے چوڑے
بیابان مین پڑا ہون کہ اگر مر بھی جاؤن تو خاک بھی ہوا مین اوڑکر گھر تک
نہ پہونچی یارب مجھکو تیرے عالم الغیب ہونیمین تو کچھ بھی شک نہین ہے
بلکہ خوب سا یقین ہی مگر یہ وسوسہ دل سی نہین جاتا کہ مین اپنی دانست مین ہرگز
ایسی سخت تعذیر کی لایق نہین تھا کیونکہ مین نے سوائے اسکے اور کچھ قصور
نہین کیا ہی کہ تھوڑی دیر پہلے جو اخبار دیکھین راجپوتانہ کی ریاستون کی ابتری
اور بے انتظامیونکی خبر دیکھی تھی تو مین نے یہ ارادہ کیا تھا کہ مین ایک رپورٹ
بابت اصلاح انتظام راجپوتانہ بدرخواست معزولی وہان کی بعض فریبی
اور طامع اہلکارون کی سرکار مین ضرور کرونگا اگر اسی ایک خفیف اور خیالی
تجویز کے جرم مین کہ جسمین بعض بعض لوگون کا بگاڑ بھی متصور تھا میری یہ
یہ تعزیر ہوئی تو اون لوگون کا تو خدا ہی حافظ ہے کہ جو رات دن اپنی فوائد اور دوسرونکے
بگاڑ کے لیے اس سے بھی بدتر جوڑ توڑ کیا کرتے ہین
عقل نے یہ باتین سنکر کہا کہ جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا تم خدا کا نام لو اور جدہر
تمھاری طبیعت چلے اودھر چلو تا کہ اس من سان جنگل سی نکلکر کسی آبادی مین
تو پہونچین مین نے کہا چلون تو کدہر چلون اندھیری رات راستہ معلوم نہین
گھر سے کبھی اندھیرے اوجالے مین باہر نہین نکلا تھا بغیر شمع اور روشنی کے
چاندنی پر بھی قدم نہین رکھا تھا یہان جنگل بیابان ہی کوسون تک ویرانہ ہے

اور وہانسے زنانہ مین منگا لیے گئے تھے بہ حاضر ہین حکم ہو تو ابھی پیش کرون یا فجر کو
ہوا خوری کی وقت لاؤن مین نے فرط شوق سی وہ اخبار اوسیوقت لے لیے ہر چند
کہ وہ وقت اونکی پڑھنے کا نہ تھا مگر بے صبری سی پڑھنے لگا اور یہانتک پڑہا کیا کہ
وہ منصوبہ جو دلمین باندھا تھا اور روے کام کہ جنکے وقت مقرر ہو چکی تھی سبکو
بھول گیا اور گیارہ بجگئے اوسوقت نیند کا ایسا غلبہ ہوا کہ وہین میز کے پاس جو شطرنج
کھیلنے کی مسہری بچھی تھی اوسپر لیٹ گیا لیٹتے ہی آنکھہ لگ گئی اور عالم خواب نے
میرے اور محسوسات کے درمیان ایک بڑا بھاری پردہ ڈال دیا جسکو پردۂ غفلت
کہنا چاہیے ناگہان کیا دیکھتا ہون کہ نہ وہ باغ ہی اور نہ وہ مکان ہی ایک وحشت خیز
بیابان مین پڑا ہون تلے زمین اوپر آسمان ہی نگاہ جدہر جاتی ہی کفدست میدان ہے
چارون طرف ظلمت کا سیاہ پردہ پڑا ہوا ہی حیران ہون کہ یا الٰہی کیا ہوا میرا
شہر میرا گھر کہان گیا زمین اولٹ گئی یا دنیا پلٹ گئی یہ کیسا اندھیرا ہے کہ ہاتھہ کو
ہاتھہ نہین سوجھتا گیا یہ موذی اندھیرا کہ بلا کا اندھیرا ہے چاند سورج کو کھا گیا ستارے
ایسے کھوئے گئے کہ گویا عنقا کی آنکھہ کی تارے تھے اوسوقت جو کچھہ خوفناک حالت دلپر
گذرتی تھی وہ زبان سی کہی نہین جاتی صرف یاد کرنے سے دل دھڑکنے لگتا ہے
اور رونگٹے بدن پر کھڑے ہو جاتے ہین مین بار بار یہی کہتا تھا کہ یارب کیا کرون
کہان جاؤن کس سی کہون مجھپر عجیب ماجرا گذرا ہی خشکی مین طرفہ طوفان ہوا ہے
ابھی تو مین آبادی مین تھا ہر طرف آدمیونکی بول چال کی آواز کان مین آتی تھی
چوکیدار خبردار خبردار پکارتے تھے پولس والونکی لالٹینونکی روشنی آنکھونکی سامنے
چمکتی تھی یارب میرا وہ مکان کہان ہی کہ جبتک لیلای لیل کی چوٹی کمر تک
پہونچی مین اوسکے کمرہ مین بیٹھا ہوا اخبار اور کتابون کو دیکھہ رہا تھا اور یارب
میرا وہ باغ کیا ہوا کہ اوسکے موزون اور سایہ افگن درختونمین ہر گھنٹہ مین گھڑیال
بجتے ہی خوش الحان پرند چہچہے کیا کرتے تھے یارب یہ کیسی گھڑی مین گھڑیال
ہو گئی اور وہ میری کافوری شمع کہ جسکو نیم شب مثل مہر نیمروز کے روشن چھوڑ کر

جہانتک ہوسکا اوس جوش اور جذبہ کو جو کہ دم تکلم قایل کی بیان مین تھا اور جسنے تمام مجلس کو حیران کردیا تھا ہاتھ سی نہ جانی دیا چنانچہ تیار ہوجانیکے بعد جب پھر اوسی مجلس مین قایل نی سنا تو پسند کیا اور سب نی داد دی آب مین اہل سخن سی نامربوط عبارت اور محاورہ کی غلطیونکی بابت اصلاح کا ملتجی اور صاحبان تحقیق اور تجربہ کی اسکے حسن اور قبح پر رای اور ریویو کا امیدوار ہون ۱۳ جولای ۱۸۳۰ء

صاحب خواب اسطرحسی روایت کرتا ہے

تھوڑا عرصہ ہوا کہ ایک رات مین بہت فراغت اور آرام سی بیٹھا ہوا کتب سیر اور اور تواریخ کی سیر کر رہا تھا اور دلمین یہ کہتا تھا کہ جب یہ گھنٹہ پورا ہوجائیگا تو معمول کے موافق رسالہ انتظام تمدن کو دیکھون گا اور جو چند دقیقی اس علم کے آج کل ذہن کی رسائی اور فہم کی عقدہ کشائی سی طبیعت پر روشن ہوی ہین وہ اوسکے حواشی مین لکھونگا اور پھر جب اوس سی فرصت پاؤنگا اور دوسرا گھنٹہ بجے گا تو قوانین ملکی کے مجموعہ کو کھولونگا اور گھنٹہ بھر تک اوسکو پڑھکر اگلے گھنٹہ مین واسطے رفع کسل اور شگفتگی خاطر کے اپنی بنائی ہوئی لاثانی کتاب مفرح روحانی کی سیر کرونگا جسمین ہنسی مذاق کی باتین تھیل اور خوش طبعی کی حکایتین شاعرونکی بدیہی ظریفونکی لطیفے حکما کے قول فضلا کے کلام جاہلونکی سوال عاقلون کی جواب بزرگون کی تجربے اساتذہ کے اشعار بہاری ست سئی کی عمدہ دوہے کالداس کی لطایف آمیز اشلوک تلسی داس کی نصایح سورداس کی بشن پد اکبر اور بیربل کی مطایبے بہادرونکی کارنامی امیرونکی ہمت اور سخاوت کے تذکرے بادشاہونکی عدل اور انصاف کی نقلین دنیا کے عجائبات اور اونکے علاوہ وہ سب باتین جو آدمی کی عقل اور دماغ کو روشن کرتی ہین بیشمار کتابون سی منتخب کرکے لکھی ہین اسمین جب گیارہ بج جاینگے تو کرسی سی اوٹھکر سونیکے کمرے مین چلا جاؤنگا اور کچھ دیر اپنے نفس سی اچھے برے کامونکا محاسبہ لیکر سو رہونگا مگر ہنوز تاریخ کا گھنٹہ پورا نہوا تھا کہ آدمی نی باہر سے آکر کہا کہ آجکے آئے ہوئی تازہ اخبار جو مین میز پر رکھہ گیا تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

یہ عجیب وغریب خواب کا مضمون جوکہ خفتہ دلونکی لیی بیداری کا ایک چلتا ہوا افسون ہی ایکدن ہماری ایک فصیح البیان دوست نی تعبیر پوچھنے کے لیی ایک ایسی جلسہ مین کہ جہان ہر علم اور فن کی جاننے والے آدمی جمع تھی بیان کیا تھا اون لوگون نی اوسکو تو یہ تعبیر دیکر کہ اس خواب کی برکت سے تمکو فائدہ پہونچنی کے علاوہ اوس ملک کا بھی بھلا ہوگا کہ جسپر اسکا اثر پڑتا ہی رخصت کر دیا اور مجھسے فرمایا کہ تو اس خواب کو لکھکر ایک کتاب بنا کہ اس سی لوگونکے بڑے بڑے مطلب نکلینگے اور وہ تاریخ اور تمدن کی باب مین ایک عمدہ دستاویز ہوجائیگی مجھکو اگرچہ اتنا سلیقہ نہ تھا کہ مین ایسے دقیق مضمون اور نازک معاملہ پر کتاب لکھتا مگر خدا کی مدد اور اون بزرگونکی مہربانی سی یہ تمام دلچسپ ماجرا جیسا کہ قایل کی زبان سی سنا تھا اپنی زبان مین لکھہ لیا اور ہر چند وہ تاثیر اور لطافت جوکہ ایک شیرین زبان روشن بیان شخص کی تقریر مین ہوتی ہی تحریر مین نہین آسکتی تاہم

بعون صنّاع مکین مکان فضل خلاق من زمان

شگرف رسالہ کہ جسکی تحریرات کی بنا تاریخی حالات اور پولیٹکل معاملات پر مبنی ہو مسمی بہ

خواب آسمان

تتبع بلندی فکر و افزونی خرد صاحب عقل و ذہنگ منشی دیبی پرشاد صاحب متخلص بہ امید

مطبع ناظمی منشی نول کشور و برادران مین بمقام لکھنؤ منطبع ہوا

نمبر	مضمون	صفحہ
۹۳	عدالتونمین ہندی دفتر ہونی اور نا خواندہ حاکمونکی تبدیل کیے جانیکی راے	۶۳
۹۴	ڈگنی کے ٹھاکر کی نقل	״
۹۵	رانا صاحب نی ایک فریب کھا جانیکی وجہ سے اپنے دفترونکی فارسی تحریر موقوف کردی ۔	״
۹۶	گورنمنٹ بھی ہندی دفتر رکھنا چاہتی ہے	״
۹۷	کرنیل کٹنگ صاحب اور کرنیل ہیلی صاحب راجپوتانہ کی پولیٹیکل دفترونکو ہندی حروف مین منتقل کرنا چاہتے تھے ۔	۶۴
۹۸	ریاستونکے قانون	۶۵
۹۹	ریاستونکے تحصیل کی خرابیان	״
۱۰۰	پختہ انتظام کا بیان	۶۶
۱۰۱	دیوانی فوجداری کی عدالتین اور اونکی کارروایان	۶۷
۱۰۲	غارتگرون کو پوری سزا نہین ملتی	״
۱۰۳	چوریکے مقدمات مین اچھی طرح سی تحقیقات نہین ہوتی	۶۸ و ۶۹
۱۰۴	ریاستونکے انتظام کی بابت مشورہ کہ اونکی زیادتی اثر لونکی بڑہ جانے مین سرکاری مداخلت کا اندیشہ ہے ۔	۶۸
۱۰۵	ہندوستانی رئیسون سی فوجداری کی اختیارات لے لینے کی راے اکثر دیجاتی ہے ۔	״
۱۰۶	ریاستونکا بندوبست انگریزی انتظام کے اصول پر ہونا چاہیے ۔	۶۹
۱۰۷	انتظام کے لیے ذی لیاقت اشخاص کا منتخب کرنا ضرور ہے ۔	۷۰
۱۰۸	فیما بین رئیس اور منتظم کی ایجنٹ کا کفیل ہونا مصلحت ہی	״
۱۰۹	ایجنٹ کی کفالت کی فوائد جو رئیس کی حقمین ازبس مفید ہین ۔	۷۰
۱۱۰	رانا جی کا سوال بابت طریق انتظام کی اور اوسکے جواب مین مکرر انگریزی انتظام کی تقلید کی راے اور بیان اون وجوہات کا جنسے حکام انگریز خوش ہو سکتے ہین	״
۱۱۱	ایک راجہ صاحب کی استدعا صاحب خواب سی اونکی ریاست کا انتظام کرنے کے لیے اور اس ضمن مین ایک دوسری راجہ صاحب سی ٹوک چوک	״
۱۱۲	رانا جی نی صاحب خواب کی تحسین کی اور صاحب خواب نے اونکی حکم سی ملکداری کی اصول بیان کیے ۔	۷۱ و ۷۱
۱۱۳	ہاڑا راجپوت نی رانا جی کو یاد دلائی کہ رات بہت تھوڑی رہگئی ہی اور رانا جی نی حضار محفل کا مافی الضمیر دریافت کیا	۷۲
۱۱۴	ایک رئیس نی کہا کہ ہمتو صاحب خواب کو اپنی ریاست کی کارپردازی دیتے ہین	״
۱۱۵	رانا جی نی کہا کہ انکو کل راجپوتانہ کا منتظم قرار دیا جاے کہ جگہ جگہ کی اثر لونکو درست کرین بوندی اور جیپور کی رئیسون نی اونکی تائید کی تب صاحب خواب سی پوچھا گیا اونسی منتظر رزیڈنٹ کی کفالت کی شرط کی اور فیما بین پھر اسبات پر بحث ہوئی	״
۱۱۶	اخر سب راجون نی اسبات پر اتفاق کیا کہ اس بارہ مین صاحب رزیڈنٹ آگرہ سی استصواب کرین اور اوسوقت صاحب خواب کو اپنی مقصدونکی ساتھ اوسطرف روانہ کیا اور آپ دربار برخاست کرکے اپنے اپنے ملکونکو سدھارے	۷۳
۱۱۷	صاحب خواب اونکی سواری کی دھوم دھام سی چونک پڑا اور اوسکی آنکھ کھل گئی	۷۳
	خاتمہ وگذارش مؤلف	۷۴

نمبر	مضمون	صفحہ
	جو اور بھی ریاستونکی قیام اور استحکام کا باعث ہوگیا ہی	
۶۲	رئیس کی نابالغ ہونی پر جو سرکاری جانب سی ریاست کی نگرانی ہوتی ہی وہ عہد و پیمان کی منشا کی خلاف ہین	۴۲
۶۳	اجنٹی کے ہوجانیسے ریاستونمین بہت کچھ درستی ہوجاتی ہی	״
۶۴	بیان اون فوایدکا جو ریاست جیپور کو اجنٹی کی بدولت ہوے	۴۳
۶۵	سرکار کی نگرانی کی حالتمین کبھی کسی ریاست کی اندر اپنے قوانین اور عملدرامد کو داخل نہین کیا اور نہ کبھی اوسکی آمدنی سے ایک خرمہرہ لیا -	۴۴
۶۶	اودے پور اور جیپور کی رئیسون نی اسبات کی تصدیق اور نواب ٹونک نی اوسکی تشریح کی مگر الور کی راو راجہ صاحب اور جیپور	״
۶۷	الور کی راو راجہ صاحب سی بحث اور اونکی خراب کارروایونکا بیان جس سی بھائی بیٹے ناراض بلکہ باغی ہوگئی اور سرکار کو بیطرف رفع فساد وہان اجنٹی مقرر کرنی پڑی	۴۵
۶۸	راوستان بوندی والہ کی مثال جو لیسب ناراض رکھنی بھائی بیٹونکی نکالا گیا	״
۶۹	کوٹہ کی مہاراوجی سی بحث اور اونکی غفلت اور بدانتظامیونکا ذکر جسسے سرکار نی اونکی ریاستمین ایک مستقل فوجی کو منتظم مقرر کردیا اور مہاراجی خواہ مخواہ آپ کو معزول سمجھکر کاروبار سی ہاتھ کھینچ بیٹھی	۴۶
۷۰	ریاست کوٹہ کی حالت اور سرکار کی عنایت کا بیان	״
۷۱	مہاراوجی نی پاٹن کی بابت اپنا قدیمی شکوہ چھیڑا اور مہاراجہ پاٹن کو بحالت لاولدی سرکار سے عہدنامہ کی خلاف اجازت ہوجانیکی بابت بحث کی جسمین دراصل مہاراوجی کیطرف سے بڑی غفلت ہوئی ہے -	۴۷
۷۲	مہاراجہ پاٹن ہی بحث تبنیت کی معاملہ مین اونظام سنگہ کی وراثت کا ریویو اور اوسمین سرکار کی کفالت کی بجاہونیکا شک	۴۸
۷۳	موجودہ انتظام کو پسند کرنی والون سی بحث اور اوسکی ضمن مین ریاست کوٹہ کی بدانتظامی کا بیان اور مہاراو کی اہلکارونکی تعریف جنھون نی دہوکا دہی سی مہاراو زید	۵۱
	کے خریطہ کا مضمون کچھ کا کچھ مہاراوجی کو سمجھا دیا	
۷۴	رئیسونکی بذات خود کام نہ کرنی اور اونکی اہلکارونکے زیادہ اختیارات پاجانے کے وجوہات کا بیان -	۵۳
۷۵	جے پور کی کونسل کی بابت لوگونکی خیالات	۵۶
۷۶	ریاستون کا انتظام اصلاح کی قابل ہی اور وہ بسبب پے در پے انقلابات کی بگڑ گیا ہے -	״
۷۷	اگلی راجپوت قابل اور مدبر ہوتی تھی چنانچہ چند کمیشنر راول سمیر سنگہ کی صاحب تدبیری اور حکمت عملی کی تعریف لکھتا ہے	۵۷
۷۸	ریاستونکے انتظام مین مغلون اور مرہٹونکی تقلید سے بہت سی تبدیلیان ہوگئی ہین -	۵۷
۷۹	راجپوتانہ مین جسقدر تقلید انگریزونکی فوجی معاملات مین ہوئی اوتنی تمدن کے باب مین نہین ہوئی -	״
۸۰	موجودہ انتظام کی کیفیت	۵۸
۸۱	راجہ لوگ عیش مین پڑکر بیعلم رہجاتے ہین اور اونمین عقل معاش و انتظام بہت کم ہوتی ہی	״
۸۲	عہدہ داروی لیاقت نہین ہوتی وہ صرف مہربانی سے بڑے بڑے عہدی پاجاتی ہین -	״
۸۳	موروثی جاگیرداونکی اولاد بیفکر یکی وجہ سی ناخواندہ رہکر راجے کا مونمین رخنہ انداز ہوتی ہے -	۵۹
۸۴	مہاجنونکو کام دینے کے نقوص -	״
۸۵	راجپوتانہ مین عہدے نیلام ہوتے ہین -	۶۰
۸۶	راجپوتانہ مین رشوت ستانی عام ہے -	״
۸۷	جیپور کی عہدہ دارونکو رشوت پوجا کی وقت دیجاتی ہے	۶۰
۸۸	فارسی دفترونسے راجپوتانہ کی انتظام مین خرابیان	۶۱
۸۹	راجپوت حاکمونکے مسل سننے اور حکم دینی کا بیان	۶۲
۹۰	لکھدیر سنگہ کی نقل	״
۹۱	ٹھاکر سمندر کرن کا قول	״
۹۲	ایک اور ٹھاکر صاحب کی غلطی فارسی لفظ کی نہ سمجھنے سے	״

نمبر	مضمون	صفحہ
	انتظامی کی تعریف لارڈ ایلجن صاحب نے کی تھی۔	
۴۱	بوندی کی راو راجہ صاحب نے انگریزونکی تقلید سے اتفاق رائی مکر کر دہرم شاستر کی اصول پر انتظام قایم کرنیکی خواہش ظاہر کی	۲۶ و ۲۷
۴۲	پاٹن کی راج رانا صاحب نے رئیس کی نابالغ زہنی پر سرکاری نگرانی کا حوالہ دیکر اوس انتظام کی باقی زہنی کی بابت شکی	۲۷
۴۳	سروہی کی راو جی نے راجرانا صاحب کی تائید کر کے سرکار ضبط	۱۱
۴۴	اور قوانین کی نمونہ پر انتظام جاری کرنیکی راے دی	
۴۵	کشن گڈھ مہاراجہ صاحب نے موجودہ انتظام کو ہی اچھا بتایا	۱۱
۴۶	ایک رئیس نے کرنیل برک صاحب کی رپورٹ کا حوالہ دیکر یہ بیان کیا کہ انگریز ہندوستانیونکی لیاقتونکو ہرگز پسند نہین کرتے	۲۸
۴۷	ایک اور رئیس نے کہا کہ ہمکو اخبار والون نے ناحق بدنام کر رکھا ہے اور انگریز ہماری کاروبار مین کیون مداخلت کرتے ہین اونکی خوشامدی مورخ ہمایون بادشاہ پر تہمت لگاتے ہین قندھار لینے کا الزام لگاتی ہین اور انگریزونکو نہین سمجھتی کہ عہد پیمان کی خلاف ریاستونکی معاملات مین کیون دخل دیتے ہین	۱۱
۴۸	یہ بات اکثر رئیسونکو پسند آئی اور مجلس مین مختلف طور کی تقریرین ہونے لگین۔	۲۹
۴۹	راناجی نے اون لوگونکو سرکار انگریز کیطرف سے جواب دیکر مطمین کرنیکے لیے بوندی کی راو راجہ سے کہا کہ اب ایک بات کی فہرست	۱۱
۵۰	اوسوقت ہاڑا راجپوت نے صاحب خواب کا ذکر کیا اور راناجی نے اوسکو بلوایا اوسنے راجپوت سردار کی تلون فراہی کا حوالہ دیکر جلنے مین تامل کیا۔	۳۰
۵۱	اوسکی دوبارہ طلبی ورد کیا اور اوسکو یوٹا دینیکی کلیف دیگئی	۳۱ و ۳۲
	بوندی کی راو راجہ صاحب نے صاحب خواب کو اپنی مشورہ مین شامل کرنیسے پہلے اوس سے اپنے رسم و رواج اور سرکاری قانونونکی واقفیت کا امتحان لیا۔	۳۲
۵۲	صاحب خواب نے اول ہر ایک راجہ کی خاندانکی تاریخ بیان کی از انجملہ نواب محمد علیخان کی معزولی کی	۳۳

نمبر	مضمون	صفحہ
	حالات کو مفصل اور قرین قیاس ہونیکی وجہ سے رئیسون نے بہت پسند کیا۔	
۵۳	رئیسونکی لیاقت اور علمیت کا بیان۔	۳۳
۵۴	بعدہ صاحب خواب نے بوندی کی راو راجہ صاحب کی فرمایش سے دہرم شاستر مین امتحان دیا	۳۴ و ۳۵
۵۵	پھر سلطنت انگریزی کے بندوبست اور اوسکی عملداری اور اصول انتظام اور قوانین اور حکام انگریز کی قانونی پابندی کا کچھ کچھ بیان کیا جسمین اکثر رئیسون نے تعزیرات ہند کی ازالہ حیثیت عرفی کے دفعات مین بہت غور کی اور اوسکی وجہ صاحب خواب کے خیال مین آئی کہ شاید اخبار والون پر نالش کرنیکے لیے خوض کر رہی ہین	۳۷
۵۶	بعد ازان صاحب خواب نے شرع محمدی کی اصول بیان کیے اور راجہ صاحب بوندی نے مسلمانونکی علم تصوف کو فرمایش کر کے سنا۔	۳۹
۵۷	رئیسون نے یہ سب باتین سنکر صاحب خواب کی نسبت مقدمہ مرجوعہ مین عمدہ طور پر گفتگو کرنے اور راے دینی کی بابت اطمینان کیا اور نواب صاحب ٹونک نے صاحب خواب کی تعریف اور تائید کی	۱۱
۵۸	صاحب خواب کا شکریہ اور عذر	۴۰
۵۹	راناجی نے اوس جلسہ کی روداد بیان کر کے کہا کہ بعض بعض اصحاب بسبب مداخلت اور اور کوٹہ کے سرکار کیطرف سے بداعتقاد ہو رہی ہین اور اونکی مختلف تقریرون کا حوالہ دیکر صاحب خواب سے اوسکے فیصلہ کے لیے راے طلب کی	۴۱
۶۰	صاحب خواب نے کہا کہ سرکار اپنے عہد پر قایم ہی اور ریاستونکو بدستور آزاد اور خود مختار رکھنا چاہتی ہی	۱۱
۶۱	ملکہ معظمہ نے رئیسونکو متبنی کرنیکا اختیار دیدیا	۴۲

INSTITUTE

فہرست مطالب کتاب خواب راجستان

نمبر	مضمون	صفحہ
۱	دیباچہ	۲
۲	صاحب خواب کی معاشرت اور اوقات کا بیان	۳
۳	خواب کا عالم اور صاحب خواب کی حالت اور خیالات	۴
۴	صاحب خواب کا اندھیری سی وادی کیطرف عقل کی رہنمائی سی روانہ ہوکر ہندوستانی خیالات کی سبب ڈرتے ڈرتے ناگہان ڈیرونکی پاس پہونچنا	۸
۵	چوبدار کی لاگ ڈانٹ اور ایک راجپوت قوم ہاڑا کی آدمیت کا بیان جسنے صاحب خواب کو فراش بناکر ایک ڈیرے کے پیچھے کھڑا کردیا	۸
۶	صاحب خواب کا اندیشہ کارفرائی مین ماہر ہونے سے اور راجپوت کا اطمینان کرنا اس بیان سی کہ ہماری ریاستونمین بڑی بڑی ہنرمندون کا امتحان نہین لیتے	۱۰
۷	راجونکی آمد اور صاحب خواب کا پہچاننا راجپوت سی اور اوسکا جواب دینا کہ واسطی مشورہ انتظام ریاستونکی آئی ہین	۱۱
۸	راجپوت راجونکی قدیمی نزاعات کا بیان جو ابتک رفع اتحاد نہین	۱۲
۹	جانا باڑا راجپوت کا رانا جی کی خبر لینے کو اور آنا رانا جی کا اور سب رئیسون کا اوس ڈیرہ مین جمع ہونا کہ جسکے پیچھے صاحب خواب کھڑا تھا	۱۳
۱۰	نشست کا بیان	۱۴
۱۱	رانا جی کی تقریر جسمین مندرجہ ذیل مطالب بحث کیگئی	۱۵
۱۲	پرتھی راج کے بعد کل راجپوتانہ کی پہلی ایک جلسہ مین کبھی جمع نہین ہوئی	۱۵
۱۳	رانا جی کی آباد اجداد کے راجپوتونکی عالیہمتی اور راجپوتانہ کی آزادی کے لیے خوب خوب جانفشانیان کی ہین	۱۵
۱۴	رانا پرتاب سنگھ کی استقلال اور مصائب کا بیان	۱۵
۱۵	رانا راج سنگھ نے دارا شکوہ اورنگ زیب سی بچایا	۱۵
۱۶	رانا راج سنگھ کے نامہ کا بیان	۱۵
۱۷	راجپوتون نے مغلونکی مقابلہ مین آنا دکا ساتھ نہین دیا	۱۶
۱۸	انگریزونکی شکرگذاری مرہٹونکو پسپا کردینی کی بابت	۱۶
۱۹	اس عہد کا اگلے عہدون سے مقابلہ	۱۷
۲۰	ترکون کے وقت مین راجپوتونکی کیا حالت تھی	۱۷
۲۱	مغلون نے راجپوتونکو تالیف اور تطمیع سے مطیع کرکے فایدہ اٹھایا	۱۷
۲۲	مغلونکی اطاعت مین راجپوتونکا کیا حال ہوا	۱۷
۲۳	مغلون نے راجپوتونکو آپسمین بھی لڑوایا	۱۸
۲۴	جیپور اور جودہپور والون نے رانا سے عہد کرکے توڑ ڈالا	۱۹
۲۵	مرہٹون نے راجپوتانہ کو خوب نچوڑا	۱۹
۲۶	مسلمانون سی پہلے راجپوتونکی کیا حالت تھی	۲۰
۲۷	میلد پوچہان اور پرتھی راج نے اودی پور والون کو کس کس ترکیب سے مطیع کیا	۲۰
۲۸	پرتھی راج کے بعد راجپوتون پر کیا گذری	۲۰
۲۹	حال کی آرام آزادی اور مغلونکی عہد کی مشکلات اور اطاعت کا بیان	۲۱
۳۰	اب راجونکی حالت اونکے بزرگونکی حالت سی اچھی ہی	۲۱
۳۱	انگریزی حکام انتظام سی خوش ہوتے ہین نہ خوشامد سی	۲۲
۳۲	رئیسونکی غفلت انتظام کے باب مین	۲۳
۳۳	رئیسونکی معاشرت کا بیان	۲۳
۳۴	رانا جی کی رای انتظام کی لیے اور اونکی تقریر کا خاتمہ	۲۴
۳۵	بوندی کی راو راجہ صاحب نے رانا جی کی رای کی تایید کی	۲۴
۳۶	الور کی راو راجہ صاحب نے اتفاق نہ کیا	۲۵
۳۷	کوٹہ کی مہاراو جی نے اونکی تایید اور سرکار کی مخالفت کی شکایت کی	۲۵
۳۸	جودہپور کے مہاراجہ صاحب نے سرکار کی اوس برتاو کا بیان کیا جو اونکے والد اور اونکے دادا کے وقت مین تھا	۲۵
۳۹	نوالہ صاحب ٹونک نے انتظام انگریزونکو ناخوش رکھنے کی قباحت ثبوت مین اپنے باپ کی مغفرلی کا حوالہ دیا	۲۶
۴۰	جیپور کی مہاراجہ صاحب نے انتظام کی لیے سرکار کی اصول کو پسند کرکے راجہ کمیٹی کا حوالہ دیا جسکی خوش	۲۶

Khewat Parishat

بعون صنّاع و بمکان فضل خلاق زمان و زمن

شگرف رسالہ کہ جسکی تحریرات کی بنا تاریخی حالات اور پولیٹکل معاملات پر مبنی ہو مسمی بہ

خواب اہل جہان

نتیجہ بلندی فکر و آخر بینی خرد صاحب عقل و ذہنگ منشی دیبی پرشاد صاحب متخلص بہ بیمار

مطبع نادر منشی نول کشور و بمحسن و زیبا مطبع ہوا

Khwāb-e-Rājasthān.

Indian Institute, Oxford.
The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Newul Kishore.

